

M.A.LIBRARY, A.M.U.



U2428

مجموعہ سخن حصہ دوم

سین اکثر شرعے متقدین و متاخرین کا کلام مجسمہ نظام ہوا اور قواعد
عروض و قافیہ اور تذکرہ شرعے نامدار اور حل لغات بھی آخرین میں ہیں
سب تجویز کیٹی مضامین کتب درسیہ مدارس ورنیکوٹر تحصیل اوڈھ و بموجب
کریا و واجب لائیتیا و جناب والا خطاب جان سی نسفیلڈ صاحب ہما در
انفیکٹر مدارس سررشتہ تعلیم اوڈھ

لوی سید ابوالحسن صاحب سابق ترجمہ دیکر پورٹرنے باعانت مولوی
محمد حکیم الدین صاحب سابق ہیڈ ماسٹر چوک اسکول لکھنؤ

از سر نو مرتب کیا

اسلم جناب فیض آباد صاحب ڈاکٹر کرافٹ پبلک انسٹرکشن ایکسٹرنل و شمالی اوڈھ
مطبع نامی نشی کل کشور واقع لکھنؤ میں چھپا

ماہ اکتوبر ۱۹۵۲ء

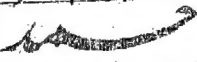


<p>۲ سامعون کیوں نہ کیوں نہ کیوں نہ آد کا چاہیے پشیدہ نظرون سے مگر نطق میں عالم ہر گشت سار کیلے حق پر یہ وقوف کب ٹھہرا ہوتا سب کے عالم سے جدا عالم اس گمراہ کا خواب میں بھی کب خیال آتا ہے غروب جاگ وہ صبح کیوں نہ کیوں نہ کیوں نہ</p>	<p>ہو سر دیوان جو بہر حمد نام اللہ کا کعبہ سے ترنم ہی بالائے دل آگاہ کا طوری یہ دل صفائی قلب نور اللہ کا رہنما نقش قدم ہوتا ہی ہر گاہ کا حسن دیکھا ہو رفاہم را و مہر و ماہ کا پس ہر غفلت ہی بیان دامن آگاہ کا</p>
--	--

<p>بطلان ہے دین ہی نطق کا مادہ کا رونا کو ہی لازم صبح و شام کا زمین بہت کس کو کیا کس کویت اندر ہو بخیر و خیر و خیر و خیر دل ایسی کوئی قلع عیا و خیر ہوا ہوا سے جو صد دین برگ مرے جس کی منعم کی بجائی تھی کسی سے ہی اس کوئی تیرا بیکال تو کیر سنگ میں پائے ہی ہستی آپس بکین نہیں چشم کو ہی ہوا ہوا ہوا ہوا ہوا ہوا جا ہوا ہوا ہوا ہوا ہوا ہوا</p>	<p>سب کلاموں ہی بالائے کلام کا دل میں یاد اللہ کی ہوا پتہ نام کا کارخانہ یوں ہی جاری ہوا نام کا دھون کا لہجہ میں ہی کیا اسطوار کا ہر وہ کوئی تیرا ہی ہوا نام کا فی الحقیقت ذکر کرے ہیں نام کا مصلحت سے کب کوئی خالی ہوا نام کا لہجہ اور ولہ پولہ کلام کا پرورش کرنا زمانے کا ہی کام کا جب کہ ہر چیز میں کوئی مقام کا سننے میں ہر ایک ہم غفار نام کا خیر کے دن ہو گا جب دیار عام کا</p>
---	---

<p>تیرا دل کہہ ڈالے کبھی شیدا تیرا بیکے ہر دفع ہی تیری مرتبہ اعلا تیرا نام میں بلنا دل کر کہہ حقیقت میں ہی نہ جملہ نام تفصیل کی جو ثابت قدمی ہو جسے دہشتی معجونہ دوڑیں سر کا ٹوٹا ہوا پاؤں سر کے نگر کر کہہ جانہ نہ نہ تیرا راوا</p>	<p>سب بیکانہ ہر دویت شناسا تیرا تو ہی کتا کوئی ثانی نہیں حق تیرا حوصلہ بہت مرا مرتبہ اعلا تیرا سجدہ کہ جانے ملک نقش کف پا تیرا سروہ کٹ پائے کہ سپین نہ ہوا تیرا پرورش یافتہ ہوں و امین ہوا تیرا</p>
---	--

<p>میری آنکھوں سے کوئی دیکھتے میں ہی کچھ ذکر نہیں کرتا ہوں میں بھی شائستہ ہوں منہ صبر کس طرف دھیان ہر اوگرے تجلیاویں مع مبارک رہے ہم فقیروں نے لیا جب سے رول دیو کیا نہ موتی مجھے ایسے مشتاقوں سے ناحق ہی بہ منہ نہ دکھلائے خدا میرے میرے یوسف نہ بنیکا یہاں جان جان رہا ہی دیوانہ و شیا</p>	<p>دیکھ لی کے لیے دیدہ مجھوں ہی ضرور ایک عالم کو ترے نام کا ہر دوای دوست میں بھی دیکھو گا دکھا مجھ کو تجھے جمال کس کی آنکھوں سے ہی دیکھو گی تجھے جہنمی کا میں مسافر ہوں اور جاؤں گا پار اک بین نیٹے تک نہ بھی لگا کر نہ کبھی اسدن کے تج سے تو باب اس قدر اویں عینت تجھ کو پاک راہی میں یہی نہیں پڑے کا فعل تج سے بہر ہوں چاہا ہوں سب کو کلام سینہ پہا جس سے تو ازل جہاں یہ قدور داشتی رو سے پری شیفہ نہ نہیں</p>
--	--



<p>ہر اک بلبل میں عالم مرغ بسرا لفظ واحد ہی عدد میں لالہ و لالہ دل گس ہر کسی اک درگاہ عالیجا میری قدرت سے ہر شے گننا پڑھ ہر فنا فی الشیخ سے رتبہ خانی اللہ مرتبہ کیان و بان ہر خضر کا گرا باو شاہوں سے سوا ہر شکر اپنے جا ابر رحمت ہی دھواں دل سے جو اکھا آ</p>	<p>جلوہ ہر رنگ میں تعلق بے شاہ کا بہر عارف رنگ و بو توحید کی ہر گل میں نور عرفان ہو تو سینہ بارگاہ عرش ہر تو جسے چاہے کھائے جسے چاہے پھر کا ہر شے میں صورت پرستی سے بشر معنی پر ہر شے میں سے کرایے سب کو پہنچا اس وہ نور سے ہر خاک در عمت سے تیرے قدم ہر عیار خاک و عیدان ملک و ظلمت کرم</p>
---	--

<p>دل اٹھاتا ہر سے مروں اگاہ کا تبریم انجم میں ہر روشن بجے کمرہ کا بے مصلحت بخشے جو بندہ مولیٰ اللہ کا</p>	<p>دل کیفیت جام حقیقت پائے ہیں بانی ہر صریح صادق اک گواہ باکلمہ جو حق حق میں شرک غیر</p>
<p>ہر کسکو ماطہ ترے ذکر جمیل کا جو ہر یہ کیا ہی فصل ہر رب جمیل کا حکم خدایں دخل نہیں ہر دلیل کا عابر نواز نام ہر رستہ جلیل کا مشکل کے وقت حامی ہوا تحلیل کا</p>	<p>بدین مقام نہیں قال و قیل کا نہ ہو سکو شک یہ عبد ذلیل کا دل اسکا چونین مقول خود نہیں امور اراتنی ہی امید کرتی ہر جو محو صرغہ آتش پہ ای کریم</p>
<p>دل وہ کیا دل ہر جو بہین محبت تیری اصل وحدت ہی تری قسب ہی کثرت تیری چند روزہ ہر ملاقات غنیمت تیری راہ ڈھونڈھا کیے نہقا دود و گت تیری مہربانی تری ای مرگ غایت تیری کہ پریشان نہو بوسے محبت تیری کہ دکھاتا ہی یہ نیرنگی قدرت تیری بھیس بدلے ہوے پھرتی محبت تیری ابر بن بن کے برسنے لگی رحمت تیری ڈرے ڈرے کو جو معلوم حقیقت تیری راہ دکھایا کہ ہم تابتیامت تیری</p>	<p>سکین بیکار ہیں دیکھیں جو نہ تو تیری لیستی سے نمودار ہر قدرت تیری زایو روح سفر پیکر خاک سے نہ کر ہی پہونچا ترے جلوہ گہ ناز میں ہر تہاب شب وقت سے چھڑایا ہکو دل اپنے دل کو مرے چاک نہ کر دتا ہوں بیلے ہی ہر بلاؤں کی قرآن میں گچ آمین بلبل گل نریم میں پروانہ کو زنجیر ہمارے قفس سے جو ڈرے اہل گناہ دشمنی صورت آتش نہ کر ماری راہ خال سیرے نرگس کے اگین گورہ نصین ہر سال</p>

دعویٰ خون حسینؑ کا رہی کیا خشک کن
پائون کاٹون کی سناؤ پیرین یوں تو کے
دفن زر کے لیے گدوائی ہی تو ہے پورین
ہو چکا محکمہ در تار و جان کے ہوے بند
سیر بازار کو تو روز نکلتا ہوا سپر

سرخ منہ دی سے ہر گشت شہر و سیر
راہ کیا سخت ہر ای وادی و شہر
و کیا منعم کہ اسی جان تو تربت سیر
و کیتے رہ گئے ہر شہر میں صاف سیر
آگئی کیا کسی یوسف طبعیت سیر

حسد

حباب ساینم بھڑا ہون سیری تالی کا
اسیر و دوست کیر عاشق مو شوقی و زانی
تعلق روح سے بھگو جسد کا ناگوارا رہی
فرق یار میں مرصہ آخر زندگانی کی
ہوئی منظور محتاجی نہ بھگو اپنے سائل کی
نظر آتی ہن ہر صورت میں ہی صورت بھگو
نخل ای جان تن سے تا وصال یا رصال
وصال یار کا وعدہ ہی فردا سے قیامت
بھروسہ آہ پر ہرگز نہیں ای یار عاشق کو
دکھایا حسن عجاز موسیٰ کلک سے
نہیں مٹی ہی چمک کی لکیر احباب کہے میں
شکست خاطر احباب ہوتی ہو درت اس
دل نیا آنہ سے صاف عشق پاک کہ کتا آہ
کہنے افسوس لواتی ہی تیری پاکر امانی
نہیں دیکھا ہی لیکن بھگو بھیا آتش نے

نہایت غم ہی افسوس کو دیکھا بھائی کا
گرفتار آنہی زنجیر کا یہ وہ طبع بھائی کا
زبانے میں طین ہی چارون کو آشنائی کا
را صدہ ہمیشہ روح و قلوب کی بھائی کا
بنایا کاسہ سرو اثر گون کا سب بھائی کا
کوئی آئینہ خانہ کارخانہ ہی خدائی کا
چمن کی سیر ہی انجام بلبل کو بھائی کا
یقین بھگو نہیں ہی گو تک اپنی بھائی کا
شکارا تک کہیں دیکھا نہیں تیار بھائی کا
یہ نصیب بنایا چور گشت حسد بھائی کا
رہیگا پاسے تربت پر نقش اپنی جبہ بھائی کا
توجہ میں تری ای یار اثر ہی بھائی کا
تماشا دیکھتا ہی حسن حسین خود بھائی کا
پنجا کر شاہ عصمت کو باہم پار بھائی کا
بجائی ہی غم گر بھگو دعویٰ ہی بھائی کا

تغییرات عالم

اگر فی شہر چو پہونچے بحد کمال
 تو آخر ضروری ہو اسکو زوال
 یہی فرق ہی عبد و معبودین
 نخلان باغ کے بعد فصل بہار
 جو ہر بدر آخر وہ ہوگا ہلال
 ہر اسی زمانے کا سیل و نہار
 وہ کل ایک تکیہ کا محتاج ہے
 وہاں دیکھے تو مجھے ہین بول
 وہ ہر مسکن گرس و بوم و زاغ
 کروں درم اور دنیا رتھے
 عجب کچھ زمانے کے نیرنگ ہیں
 جو لیتے تھے شاہان سرکش سیاح
 وہ ہین خواب میں آج زیر زمین
 زعمہ فریدون و ضحاک و جم
 نامہ مجسم ملک ایندو تھاں
 اگر فی شہر چو پہونچے بحد کمال
 تو آخر ضروری ہو اسکو زوال
 یہی فرق ہی عبد و معبودین
 نخلان باغ کے بعد فصل بہار
 جو ہر بدر آخر وہ ہوگا ہلال
 ہر اسی زمانے کا سیل و نہار
 وہ کل ایک تکیہ کا محتاج ہے
 وہاں دیکھے تو مجھے ہین بول
 وہ ہر مسکن گرس و بوم و زاغ
 کروں درم اور دنیا رتھے
 عجب کچھ زمانے کے نیرنگ ہیں
 جو لیتے تھے شاہان سرکش سیاح
 وہ ہین خواب میں آج زیر زمین
 زعمہ فریدون و ضحاک و جم
 نامہ مجسم ملک ایندو تھاں

اقرار خا کساری

کیا تصور کو ہر نسبت کنہات پاک
 ہی ہو مجکو ہر عشق اپنے خدا پاک
 دیکھ کر ارواح کو جسم میں کہتا ہوں
 حالان عرش کے کہد و سبحان لیں ش کو
 فہم قاصر علم کا ہو آپ کے اور اک
 نور کے تپتے تپتے جسے مشیت خاک سے
 صانع قدرت نے روکا ہے ہوا کو خاک
 آمین کرتا ہوں وقت میں دل غناک سے

جسبست ہوا کساروں کے بچہ دوزخ کی آگ
 آج کس لب لکنا تم پر چین و کجی عسکری

التماس بخیریت مختصان سخن

اسو چٹنے والے اس رقم کے
 پائی ہو جو تو نے دولتِ علم
 بقدر نہ اسکو تو سمجھنا
 چشمِ کم سے نہ دیکھ اسکو
 نقطے اسکے ہیں قطرہ خون
 ہر شعر ہر نظم دانہ اشک
 ہوتا ہے جو اعتراضِ حیا
 اسکی لذت کا لطف اٹھانا
 ہو تو ریتیم یہ محیف
 ہر نالہ نیم شب ہر موزون
 با اینہم تو اگر کرے غور
 سیرے حصہ میں آئے دست
 میں ہوں اک موربہ حقیقت
 اک برگِ خزان رسیدہ بچوں
 اک ذرہ کے قبضہ میں ہر خوشید
 میں ہوں اک کشتِ خشک گویا
 منظور کرا التماس سیرِ می

یہ عرض تنہا بے ہوش
 انصافِ ترا سہیہ اگر ہو
 یہ جو دیوانِ مختص
 یہ حاصلِ وقتِ نظم و
 جو لفظ ہی پارہ جہ
 ہر مصرع نالہ اشک
 گویا رنگِ جان کو نشتر
 نخلِ محنت کا یہ شکر
 سرمایہ کاوشِ حشر
 ہاشیر و ظیف
 ہر دردِ انسان کا چارہ
 ویرانہ میں جساو فشر
 یہ مصرع کمال کی
 دیوانِ پخسل بار و
 اک قطرہ بھی مالک
 رتبہ میں یہ نظم
 تو صاحبِ لطف و خلد

قصیدہ مہربانیت

سری نفت ورق آسمان بین ہر مہر مہر
 چو چہاں نقیضین تج کو ہو منظور
 چہ جو ایک قدم بھی خلافت حکم حضور
 رہا ریاض کرم کی ہر اس قدر سعادت
 رہا اشارے سے ظلمت ہو نور سے بتر
 نہایت کرم اس قدر ہر نورانی
 کہ جو کب ضیا جلوہ گا حضرت سے
 جیسے جہان عدالت میں سب پر این
 عدالت آہی چوٹی پہاڑ کی کاٹے
 اہل ضیق کو دست اگر عطا فرمائے
 جو شب کو راہ بھٹکائے کوئی دیوانہ
 اگر حسین کرین قصد قہر سخی کا
 ہر ایک تار ہر طرف دعائے استغنا
 شاہ حکم کرامت شمیم ہر یا مولا
 زوال وشت اٹھائے فلک کو شاخو پیر
 نہایت امان کا اگر ملے دامن
 بے عدل کی ہیبت ہوئی زمانہ میں
 رکھتے ہیں اونے کو مود یا قبیحی
 چاہے دہر کی فرواد تجھے لایا ہوں
 چہ کرتے ہیں لیں مہاریش زنی
 چہ زمانہ سے زخم گمن کی زینت ہر

بھری ہوئی بط کا عذین ہر شرب طہور
 تو غسل موم سے نکالے شرب طہور
 جلانے پنبہ بہ کو شہد ارنگ ہر نور
 کہ جہین گنبد گردون ہر واہ انگور
 ابھی تو کچھ ارضی بنے سراغ طہور
 کہ میل گوش صدف کا ہر گوہر پر نور
 شعاع مہر ہو چاروب خانہ زہر
 گدا کے ماتھے میں ہر کاسہ سیر فقہور
 جو رنگ فتنہ سے شیشہ ہو کوئی چکنا چور
 تو آسمان بنے صحن خانہ زہر
 دکھائے عقل اندھیر میں اسکو شمع شعور
 کاسے زکے ایسے اسب سیدور
 بنا ہر طاق درتو کاسہ طہور
 کہ بچو مکہ سے تن مذہب میں دم سا طہور
 ترے زلمے میں جوش ہو کو ہر یہ وفور
 تو چپکست ہے شیشہ جاپتہ دور
 کہ تو وافق عہدین جسا پاشہور
 دان مار کا چھالا ہر ضیہ عہدور
 کہ بکھو صورت تصویر کر دیا مجبور
 نہال عمر میں ہر آشیانہ زہور
 غبار دل ہر ماحصل دیدہ تاسور

تجھے صلا پی دلو او اس نصیب کا

گر بچ دور ہو حاصل ہو باہر خوشی

ہمیشہ شاد رہوں تا زبست دنیا میں
تری رکاب میں شکر کے روز ہوں محشور

قصیدہ بحدیج ملکہ معظمہ دام اقبالہا

ہمیشہ خوش خدیو جهان پرور آب میں
روشن ہو فیض شاہ سے شمشیر آئند

دیا فروغ جو سے پر نور ہو گیا
کیا کیا ہیں فیض سکے سلطان جبر و بر

کچھ سے دور کیوں نہ آئیں ملبسان
آب شنگان واوی افلاس کے لیے

قتا ہمشہ جهان کی عادت ہی اس قدر
وہ عدل کے ربط یقین ہو عیان

دیکھیں یہ عدل تو ضعف سے قوی ہیں
اس عدل میں بھی فیض ہی ایسا بھلا ہوا

غائب ہوئے ہیں تخت و تاج و تہ فائیت
ٹھوڑے کی کیا سبک رویاں ہیں تم کو ن

سم میں تری نہ آئے نہ لوئے عجائب بحر
کیا مع فیل خاصہ حضرت رقم کو ن

ہم زور ظالمین سدا پالدا ہوا
ہوئی سکے ہیں جھول میں ایسے بڑے بڑے

شمشیر کے پناہ شہنشاہ سے عدو
حشکی میں امن پائے نہ وہاں تیرا

برق قمری ہر صدف کو ہر آب
در خوش آب بنتے ہیں جو ہر ہر آب

ہی مر حباب بیع مہر انور آب
ز رخش خاک و آب وہ کو ہر آب

پتے ہیں گول گول کے نقش زرا
گھلا دیا ہر شاہ نے آب زرا آب

مشکل نہیں چراگ بنا کر گھٹا
ہر قطرہ آگ میں سے مر اٹھ آب

مچھلی کے پر گر کو بین سدا آب
موٹا بنے چراگ سے دم بھر آب

آہن بچھائے رتے ہیں آئینہ آب
مارے حباب کو یا گر ٹھوکر آب

عکس خیال ہو یہ ہوا سب کر آب
حشکی میں طو صرب آبی ہر آب

یہ آب زمین قصر ہی قصر زرا
پایا ہی جنگہ والنون نے بحر و آرا

حشکی میں امن پائے نہ وہاں تیرا

یہاں میں سایہ ڈالے جو شمشیر شعلہ ور
 پہ پہلے آبرو قہیدے کے ختم سے
 ہر نہر ہو ہر ایک ہو خواہ سلطنت
 جب تک ہوں آسمان زمین ہوا و آفتاب
 تب تک کہ چوب خشک سے کشتی بنا کرے
 اور حباب نیمہ ہستی میں مہمان
 افزون ہو عمر و دولت سلطان خدائے
 شگلی میں ہوں عروج سلیمان کے تیرے
 مثل نجوم نوح سمندر میں ہو روان
 شادان ہوں بحر و بر میں خواہ بادشاہ
 امی بادشاہ حال سناؤں تیرا
 تو بادشاہ ہمسر و ہر روزگار ہی

سوجھیں ہاں میں تیغ اجل بکرا آب میں
 دوبا رہوں میں تل گہر کیس آب میں
 عمر عدو کے غرق رہیں دفتر آب میں
 جب تک کہ لعل کلن میں ہو گوہر آب میں
 جب تک کہ کشتی کے رہیں لنگر آب میں
 جب تک ظالم بچ گئے یکسر آب میں
 الیاس برین خضر غار و آب میں
 جاری ہو کم صورت اسکندر آب میں
 پیدا ہو صورت فلک اختر آب میں
 بخواہ آپ ڈوب مرین کیس آب میں
 خاتمہ خراب ہو یہ جہان خراب میں
 رز سے زمین آب سے موتی آب میں

سہرا

لاٹک کی رگ جان کا ہی سہرا
 نہیں ہوا اس سے باہر کوئی موتی
 بچھتے ہیں دو طرف کیس برابر
 و بک ڈالاجو نچلا جنتری سے
 نئی صورت کا مالہ ہی نہ کیوں ہو
 د وطن کے گھر کی شوکت کا نشان ہو
 بھم تاروں میں رشتہ واریاں ہیں
 وہ شرمائی ہوئی د و لہا کی آنکھیں ہیں

مگر حیدر علی خان کا ہی سہرا
 خندانہ ابر نیلیاں کا ہی سہرا
 منوہ سنبھستان کا ہی سہرا
 خلاصہ مہر خشتان کا ہی سہرا
 بجلا کس راہ تابان کا ہی سہرا
 کہ یہ آیا ہوا وان کا ہی سہرا
 بہت مشتاق و انان کا ہی سہرا
 کہ چکے سہرے مرگات کا ہی سہرا

دیکھو نگر خوش ہو سارا ملک ناظم مرے آسائش جان کا ہر سہرا

معرفت

جس بزم میں تو ناز سے گفتار میں آوے
سایہ کی طرح ساتھ پیر میں کسہ و عذوبہ
تب ناز گرا نام لگی اشک سجا ہی
غارت گز ناموس نہو گز ہوس زر
تب چاک گریبان کا فرار ہو دلِ نالان
آتشکدہ ہی سینہ مرا رازِ نہان سے
کتیجہ معنی کا طلسم سکو سمجھے
جان کا لہر صورت دیوار میں آوے
تو اس قد و کش سے جو گلزار میں آوے
جب بخت جگر دیدہ خوبا رہن آوے
کیون شاہِ بگل باغ سے باز رہن آوے
ہر ایک نفس اجمعا ہوتا رہن آوے
اسی دے اگر معرضِ اظہار میں آوے
جو لفظ کہ غالب مرے اشعار میں آوے

غزل

جس انسان کو سکِ دنیا پیا
مقدور ہی گرسو و زیاں ہو
سراغِ عمر فستہ ہو تو کیونکر
رہ گم گشتگی میں پہنچے اپنا
رہا پیڑھا مثالِ نیشِ کتو دم
احاطہ سے فلک کے ہر توبہ کے
چراغِ داغ لیکر دل میں ڈھونڈھا
وہ از خود فستہ ہون جب کو خوی سے
کسے کیا ہے زخیمِ دل ہمارا
کبھی تو اور کبھی تیرا زخیم
مرے طالع کی وہ گردشِ بحر سے

فرشتہ آسکا پیایا
تو پہنچے پان نہ کچھ کھو پیایا
کہین جگانشان پیایا
غبارِ راہ بھی عفت پیایا
کبھی کج فہم کو سیدھا پیایا
لکھا ہے مگر رستا پیایا
نشان پر صبر و طاقت کا پیایا
خدا کی مین اگر ڈھونڈھا پیایا
دہن پایا لبِ گو پیایا
غرض خالی دل شیدا پیایا
فلک نے بھی قرار دیا پیایا

نظیر اسکا کمان عالم میں اور ذوق	کہیں ایسا نہ پائیں گے
---------------------------------	-----------------------

غزل

دل صاف ہوا آنسو نہ رو نظر آیا	۳۔ سب کچھ نظر آیا جو ہمیں تو نظر آیا
گلشن میں نہ جب ساقی دلجو نظر آیا	سرو لب جو آد لب جو نظر آیا
حور وں کی طرت لاکھ ہوزا ہر کی توجہ	کھلجائی ٹنگی آنکھیں جو کبھی تو نظر آیا
حکیرا نیلے افلاک بہت ہم فخر سے	جس دم اشرانہ یا ہو نظر آیا
بنیابی دل نے بغل گور جھکا کی	آرام نہ ہرگز کسی پہلو نظر آیا
وہ رتو خلافت تھے ہم اعمال جو تو لے	اڑتا ہوا شاہن تر ازو نظر آیا
دیکھا نہ ہا ہوش ذرا بھی تن و جان کا	ہم بھول گئے آپ کو جب تو نظر آیا
جوبات ہی ہر نہایت سے جدا ہو	دیکھا تو صبا سے الگ تو نظر آیا

سلام

چرخ پر ماہِ محرم جب نمایاں ہو گیا	۱۔ ایو سلامی ہر ستارہ چشم گریان ہو گیا
بلغِ جنت کو چلیں یہ خوشی تھی شاہ کو	زخمِ جوتن پر لگا تھاروسے خندان ہو گیا
گردِ صحرا کی ٹپری جب چہرہ شبنم پر	مثلِ سہا برغباری میں وہ نہماں ہو گیا
کچھ خوشی اپنی رہائی کی نہ تھی سجا د کو	غم یہی تھا خانہ بختیہ ویران ہو گیا
ہل گئے ارض و سما اور عرش پھرانے لگا	حاکمِ دھن میں جب شبنمِ سلطان ہو گیا
تیراکِ ظالم نے مارا جو سر پہ نور پر	خون سے تر عمامہ شاہ شہیدان ہو گیا
آرزو گو یا کسی پر فضلِ علی سے بیرون	بادشاہِ ہند سید شاہ ایران ہو گیا

غزل

باتین اللہ سے کرتے جو وہ گویا ہوتا	۲۔ شجرِ وادیِ امین قد با لا ہوتا
میں تو کیا دیکھے وہ بھی تجھے شہید ہوتا	عش غیش آتے جو اس عہد میں ہوتا

ورنہ تم کو کیسے مہیلا لب وریا ہوتا
 ورنہ تہ قطر و بخت مجھ پر وریا ہوتا
 ہم نہ ہوتے تو یہاں نامہر سارا ہوتا
 جان جاتی تپ فرقت سے تو بچا ہوتا
 شکل دکھائے جو تم اور ہی نشا ہوتا
 دستہ داغ نہ کیوں کر مجھے ریا ہوتا
 ہم کسی طرح نہ پہنچے جو سچا ہوتا

امروہ جھٹک کر کہی کہ نہ سکا آئو
 نا تو انی سے بھی جان کہ آئو نہ ہے
 نیستی با عیش شہرست ہر مثال نیست
 ایسے میں جینے سے گذر کہ نہ ہوتے
 پر وہ پوشی سے رہا آپ کی پردہ سب کا
 جو شہر و شہر میں ہا جا مہر عریان فی
 اپنی تقدیر طبعیوں کا نہیں ہر قسم

اس طرح کا یہ کیوں ہو کر یہاں کھاتے پھرتے
 اپنے قابو میں جو ایسے مرقی دل لپا ہوا

مخرومی و افسوس

لاکھوں جہاں سے ساتھ یہاں لگے
 ثابت نہ اس جن سے گریہاں لگے
 میرا فتن جو سوے گل تان لگے
 دامن میں اپنے ہم گل حیران لگے
 ہلکو بہار میں سوئے زندان لگے
 ساتھ اپنے اپنے دین گریاں لگے
 آنکھوں سے دیکھ گوشہ و اماں لگے
 کیوں یا سوے گلشن ویران لگے
 گردن پر تیری تیغ کے احسان لگے
 مرغان خوش نوا تو مری جان لگے
 شاید کہ بونے زلف پر نشان لگے

میں کیا کہوں جو قیصر و خاقان لگے
 کیا آنکھوں میں خون تھا جو نگاہ سے ہوتاں لگے
 کیا یہ سفیروں سے دیکھ اُدس کو روایا لگے
 کیسے چمن میں آئے کہ چمن چنگے باغ سے لگے
 ہمارے گل بھی دیکھئے پائے نہ یا ضیاب لگے
 طوفان اٹھیکا قبر سے ہم خاک میں اگر لگے
 شب بھر تجھے اشک یہ ہم پر پیاس لگے
 بھر تھا اس چمن سے نفس مجھ پر سیر کو لگے
 اس قتل گاہ پر پیاس میں کیا کیا نہ شقی لگے
 مہر مارے آنکھوں کے کیا کا شہر لگے
 آہو ختن میں سست دین جو سست نہ لگے

نار ہو اور سر نہ ہو اسکو دروغ فیس

ناحق دوس کو سوے بیابان لیک

تشریف آوری تانہرا وہ دلوگنا قہر

ہو تانہرا وہ ہو گلشن ہر سارا کھنڈ
نخل نخل زندان ہر شاوہی ہر گل فیر چون
ہو جوانان چن چن بادیہ عشت سے مست
ہو سرسبز و خوشی میں کہکشاں گم نہیں
ہو ایک ہو کیا صفائی ہو دروہو اپن
ہو پائشاوہ آیا مالک اظہیم ہمد
ہو کیا اقبال ہو کیا جاہ ہو کیا خوشان
ہو در دولت کا دریاں ہی یہ دارا کو ہوا
ہو شکت سے کسک ہو ہر کا ہوا پاپ بند
ہو سال میں خوشیروان کیا اس سے ہر سب کو
ہو اس درجہ کیا ہو حق تعالیٰ نے عطا
ہو تے انہوں تہا طوطا و غلامان گن
ہو حکمت میں کہ اسے آیت اسطو کیا جا
ہو سکا فی پر گرا آئے کہی فیکر و قیق
ہو کیا اور الغری ہو اہم سر و برد و کام ہو
ہو کہ ملک میں جا جا کے کھیل ہو شمار
ہو کہ یہ سیاست پیرہنہ ایسی ہو شہنشاہ
ہو عاثر نوازی کا کہ باغ و دہرین
ہو عالم میں دست فیض ہو کو فشان

سبر میں باران رحمت سے نہال آرزو
عید چشت میں سب تجھے میں باجے کو کو
جھوٹے ہیں سہر و گلشن میں کنا آجھو
منزل حجاب تابان ہیں دکانین چارو
ہر قدم پر آتے ہیں رہروں کے روبرو
کہتے ہیں رہروں خوش ہو ہو کے باہم گنگو
کیا حقیقت قیصر و خاقان کی سکے روبرو
آئینہ داری کی رکھتا ہو سکت در آرزو
تاج سے اس کے در کمانے پانی آبرو
غیر ممکن ہو کہ ہو چھپشم دریا آجھو
عالم و فاضل کی کیا طاقت کریں گنگو
بے تکلف دل سے شاگردی کی کرتے آرزو
بند و باتون میں ہو جائے زبان گنگو
کاسہ خوشید تابان میں نخل سکتے ہیں مو
ملک دیکھے ہیں چہ ہیں شہت میں چارو
دشت و دیہا کا تانہرا ہو کہ کے روبرو
فخر سیاحان عالم میں ہی سب گنگو
چاک چپ گل ہوتا آشک بلب سے رفو
پانی پانی ابر نیسان بھی ہو جسکے روبرو

جام ہر خورشید حسین آسمان جابے سید
واہری تاثیر زرین ہو گیا طوق گویا
مشک ناف کی چھپا ہے سے کہیں چھپی
پائے خم چنے لگے اٹھنے لگے دست
بیچ و تاب موج مٹ جاے کہ میان بحر
مغیوں کی آست بہر بحر کے طرفت و فتنہ
خون دشمن سے ہو تیج قہر اسکی ہر طرف
کاپے بہن خواب بہن بھی سیدی کی صورت
جاٹ کر افراسیاب و گویو و ستم
ٹھوکرین کھاتی ہوئی پھرتی ہر جسکے روہ
ہر جو زرین عاری کیا جو اسین گفت گو
کس طرح نجائش دریا ہونا میں
ساتنے مدوح ہو استادہ ہر قلم
جب تک گلشن عالم میں جو ش رنگ
خیر خواہوں کو سٹے ہر دم زیادہ
کر وہ فیض مقیم شہزادہ لندہ

استدر زینادہ ہر اسکی سخاوت کا وسیع
ذکر قمری نے اگر اسکی سخاوت کا کیا
خالق عالی اشکارا ہر تمام آفاق پر
بے حسوں کو دے اگر طاقت وہ ہر دم و ہر
صورت بخش کو وہ باغ عالم سے جو
لائے جب اب پر نازی ذکر اسکے فیض کا
و یکسر بینہ الطاف مخلص و سفید
کیا شجاعت ہو تمام آفاق چھپا یا عجب
تیج وہ بڑاں کہ روز جنگ ہو بڑاں سر
توسن چالاک مین وہ تیز رفتاری کہ برق
فیل کا تیرہ کہین ہر آسمان سے بھی بلند
گفتگو سے کہے کیا کوئی تعریفوں کا حصہ
واسطی وقت دعا ہو کہ یہ خالق سے دعا
رنگ و بو سے گلشن حشمت ترقی پر
کا لہر دم ہو جائیں جو بدخواہ مین سوار کے
صنع تاریخ آمد فارسی مین یون ہوا

غزل در محبت

برابر ہو دنیا کو دیکھانہ دی
کہ جب کو کسو نے کبھو و اندکھی
کوئی دوسرا اور ایسا نہ
رے عشق مین بہنے کیا کیا نہ

تجھی کو جو یان جلوہ فرماندیکھا
مرا غنچہ دل ہو وہ دل گرفتہ
یگانہ ہو تو آہ بیگانگی مین
اویس محبت لاسٹ بلا مین

کبھو تو نے آکر تھارٹا نہ کیا اور تو نے ہرگز نہ کیا نہ کیا گھلی آنکھ جب کوئی پروا نہ کیا کسو نے جسے یان نہ سمجھا نہ دیکھا	کیا محکوم و اعون نے سرو چراتان تھا فل نے تیری یہ کچھ دن دکھائے حجاب رخ یار تھے آپ ہی ہم شب و روز می و در در پڑھو ان کے
---	---

افکار ثبوت

بہار کیسی نشان بہار تک نہ کدو ل میں پیر فلک کے غبار تک نہ کہو گلون سے گلشن میں غار تک نہ وہ اضطراب جگر کا مزار تک نہ بدن میں پیر فلک کے نجار تک نہ کہ کوئی عضو سلامت فشاں تک نہ وہ کیا شرب تھی جس کا خمار تک نہ	نران کے ہاتھ سے گلشن میں خازن تک نہ ہر اہل گئی رحمت تو میرے روتے کو چہرے سے دہر کے مجھ ناتوان کی خستہ ہر پیر زمین غیب زار لے بیا کرتا چراغ مہر کیا آہ سرو نے خاموش عطا دیا یہ شب غم نے بعد مرنے کے توناشہ الفت او تر گیا عاشق
---	---

حرص دنیا

واس غفلت اس ہر زمان میں یوں فرزند ہیں تیسرا اپنی صورتوں سے اور ہر جہنم ہیں یہ برادر یہ پیرینہ خویش یہ فرزند ہیں سو جہا اتنا نہیں ہم خاک کے پیوند ہیں جس کے یہ فعال ہیں وہ ہی سعادتمند ہیں منگین جب انکسراں تب سو فرستے ہیں	مدین جیسے مگس حرص میں پابند ہیں رقی کا خدا من خدا شایر کلام اللہ تو مقبر و نمین کہتے ہیں کے انکھوں سے روز ق سپہ رعنائی سے ٹھوکر مار کر تلے ہیں بار کاسر امی طرزی غبت محبت دوستی جب تک کہ کھلی ہیں کہ یہ ذکر دیکھ لگے آہ
---	--

پیشانی میں استقلال

سونا بھی یہ کہتا ہے کہ گرد و آلودہ ہیں	آج تہا اٹھ صبر نہ لکھنا ہوں میں
--	---------------------------------

<p>مثال نقش پاکر جہان میں میں مانگ میں وے نہنگ تار ہر کہ جسے ہر مان ہوں میں یہ نام و نشان میرا کہ نام و نشان میں ہر اک مگر میں جگہ میری ہو گئے خانان ہوں میں کوئی دن ناقہ لیلی کا یا رب ساہان میں کہ آہ او میروت تیز و گونا تو ان ہوں میں ترے وصال سختے بیٹھے گئے رولان میں</p>	<p>سراغ رنگان یو چھ کوئی مجھے تو ہلاؤں ترے مانند نہ کہ کر سکوں میں بھی ای بلبل ہوسخ تا کو بھی ہر نام کی پرچسپو پتھو تو صبا ہوں تو کل ہوں نور ہوں یہ ہوں چہ ہوں و غایہ مانگ کر خون کھراکتا تھا صحر میں کہا اکل انکسے یوں اسے چٹے وقت آخر ہر وے تیری نافت کو پتھور ونگا پتھور ونگا</p>
---	--

شکایت و فوری خود

<p>اگر جسے طور تین نہیں مزارح حضور ہر ایک مطلع رنگین پہ جسکے اہل شعور سمجھ کے دل میں نہ آتا تھا کچھ خیال غور لکھیں میں شرمین اپنی کلیم طور شعور دکھا کے اتہامی کیا ہر دفع خطور کسی نے غیر ستائش نہ کچھ کیا مذکور کرے ہر یاد و بلفظ ستائش موقوف کہے ہر مان جو کچھ آجائے ہر کھی مذکور کرے تھا طر پر اپنے بدوستی نامور اگرچہ تھا وہ نہایت بشاعر ہی مغرور لگے تھا سر کو حجامنے میان راہ از دور کہہ کر بیٹھے تھہ سب انہ جمہور کہن رنجستہ میں بھی ہر بہ ہر بار زور</p>	<p>خطائے ختم نہیں کچھ نجات کا ہر قصور وہی ہوں میں کہ او اہل میں سر ملاتے تھے وہی ہوں میں کہ بسے فیضی زبان انشا وہی ہوں میں کہ جسے خانہ زاد تھا صاحب وہی ہوں میں جسے رنگین نے اپنا بیچے ان وہی ہوں میں کہ جسے جس سے شاد و شادلا وہی ہوں میں کہ جسے سپر سوز سلیم وہی ہوں میں کہ جسے سپر ہنر اشعار وہی ہوں میں جسے مزار قلیل سحر بیان وہی ہوں میں جسے مشتعل ہے کہ سر جان وہی ہوں میں جسے دیوانہ سرب بگزام وہی ہوں میں جسے فائز نے بد و بد وہی ہوں میں جسے جرات ہے تو بیانیہ</p>
--	--

<p>ہی ہوں مین کہ رہا جسکی نظم و کیش پر ایسے مین مے شاید آگئی سردی جب محاش ہر آن و شان کیدل کی یادہ فائن کیا اس کلام سے جگو</p>	<p>مشاعر و مین بہشت سے شور و زور شور کہ انکی شور و ش تحسین ہو گئی کانور اس کا وہ پہ پہ پہ بھر سے مین دل مین شور شناسے شاہ سلیمان کر اسی شان و طور</p>
---	--

سردی کی ہچو

<p>سردی اب کی برس ہر اتنی شدید پسرخ کی اطلسی قبا پہ پیش بقنا عالم تھا کا شمشیر ہوا ان دنوں پسرخ پر نہیں ہر ہر نہ ہر پرنے کو کہتے ہیں سب یار ایک دیکھا جو غور کر کے مین آپ فی پر جس جگہ کہ کا فی ہر سکے بچ بستہ بحر مین ہر آب کس پانی مین یوں ہر کس بچ پر مین ہر نہر باغ مین اس دم بچ سے کا تھا ہر اب وہ چند ب سے جارے سے پر گیا لا اترے باتے مین دیکھ سنبھل کو لچو گل پر صبا تھیب برد پڑے برگ تاک تھپڑ کے تمام خند صبح جان کموتی ہر</p>	<p>صبح سکے ہر کا پتا خوشید نہیں یہ کہکشان ہر دائہ کشیش بلکہ کہیے کہ زم زم پر ہوا گو و مین کا مگر ہی رکے ہو سپہر ٹھنڈے ہر جہان کے دل عین ہر سکے ہر منہ سے آسمان کے بھاپ سنبڑہ شال کی رضائی ہر برفت کی ہر رکابی ہر گرد آب رتھی ہر زیر شیشہ چون شہر بچہ بچہ ہی بچ بچہ سے کم آب مین سقد ہوئی ہر گزند سردی داغ عشق چون لا لا گھڑی ہو جاوے گل کے غچہ مین بو بھرتی بھرتی ہر ہر طرف دم بلبلین مر رہیں اگر کے تمام تیر سی دل کے پار ہوئی ہر</p>
--	---

جس طرح اب گاہ جاتی ہے
 کاشتہ ہیں درخت و ارض و جبال
 آگ بھی ٹھنڈے ٹھنڈی ہے
 یہ حرارت ہیں سردی کے مارے
 جا رہے گئے کایج تک ہر طرف
 دن کی گنتی ہو چوپایں اوقات
 بعد سردی کے ہاتھ گرم فروش
 برت پڑتی نہیں فلک نہ اوف
 شب جو رشتنگی پہ برقی آوے
 کیا کروں اسکی یارو میں قسیر
 ہر گشتِ حال ہو جو شخص
 اگر کسی شخص کو مرض ہو اسباب
 فرطِ سراے دیکھے جس کو
 نہ ہوں کے گھروں میں آج اوکل
 پہنتے ہیں سمور اور قاسم
 اسے جا رہے ہیں یہ انکا حال
 کوئی اب جا سے چل نہیں سکتا
 پھر جو کوئی ندان نکلے ہے
 لیٹے رہتے ہیں رومی میں مجبور
 غرض ایسی ہی کچھ پڑی ہے ٹھنڈ
 سو دوا آخر ہر سردی کا مذکور

جو بھی جون بید مگر طراتی ہے
 موسم دیر ہی یار و پابھو چال
 گو دون کے بیچ چھٹی پھرتی ہے
 طبع یا قوت کی آب انگارے
 لیٹی رہتی ہو غلوں میں بھی برت
 کالے کمل میں ات کاٹے ہر رات
 ابر و شش ہوا پہ بالابوش
 پہنتے ہیں واسطے زمین کا ف
 ابر میں یوں ٹھنڈے کے رہا ہوں
 جون کسوٹی پہ سونے کی تجربہ
 نہیں مل سکتے گرم ہو دو شخص
 وہ تو جا رہے ہی سے کہے توب
 دست زیر بغل ہر شل ہو
 ہیں پیسے پروے دیکھے ہر نقل
 ٹھنڈے سے پیچھے ہر سودم
 ناک سے چھوٹا نہیں مال
 گھر سے باہر نکل نہیں سکتا
 ٹھنڈے کے مارے جان سکے ہو
 جس طرح ناشیا تھی وانگو
 سٹ گیا زہریر کا بھی گھمن
 شہر بھی گر خنک ہوں رکھ معذہ

ہو گئی ہر زبان بھی اولاً

تسکے جا ہائیں ہر اب بولا

گرمی کی جو

آتش زنگ پر ہوا نوروز
چمن آرا ہو شب برات کی دھوم
شاخ گل پھل پھری سے ہر زمین کم
کف نرگس پہ چھٹی ہر کتاب
اسمین ہت پھول کے سے ہینگے ہنگ
گویا چھتا ہر داغے میں انار
اسطرح جا بی جونی کب چھوٹے
دی ہر آتش ستاروں میں یک نخت
چھٹ رہی ہیں ہوائیاں نہ پر
ہر چکا بوکا حوض گھن چکر
جون بھیچا چھٹے ہر لے لے دم
اس طرح چھوٹتے ہیں جون چھکے
چھاتی پر جون گرے ہر نرگس جار
منہ کھلا ہی رکھے ہر جون بطور
ہو رہے ہیں کیا ب مرغ چمن
نوحے گویا پڑے ہر سوز و گداز
پر قمری ہر مشت خاکستر
پانوں اُسکا ہر آب روان
لسب جو پر ہر عکس کا خال

کمران ہوا اس قدر ہر عالم سوز
اس کی رُت سے یہ ہو ہو ہر معلوم
گرم ہر یہ ہر کا موسم
ہر ٹانگا چھٹے وقت گلاب
سستہ گل کا کیا کہوں میں ننگ
خینچے کتے ہیں یوں ہوا آتش بار
جلد سے دین جون خنیل کی بوٹے
سین لئیدون کے یہ چمن میں درخت
کر و صبر بگ جعفری ہر نظر
یہ بولے ہر پانی پھر پھر کر
کیا میں فواروں کا کہوں عالم
شور پانی کرے ہر رہ رہ کے
گک پریوں ہر ایک آب کی دھار
میں آبی چمن میں اب جو ہر
گر لڑک پر ہو میخوڑوں کا من
طوطی کی گرسنے کوئی آواز
طائروں تک ہر پہ ہوا کا اثر
سرو کا حال کیا کروں میں بیان
بدش ہر یہ ہر میں اُمسال

ہر عرق اس سے بھی گلوں کے تین
 رنگ گل اسطرح درخشان ہو
 لالے کے ہر چراغ پر آستان
 ہر حرارت گلوں میں اب یا شک
 پانی کو بلبلین پسندین جسکی
 شاخ ہر گل کی ہو گئی گل ریز
 یہ نہ لالے کی پتی جھڑتی ہو
 گیا تالاب میں ہر ایک کنول
 جگہیں بلبلین رہ گیا ہو کاٹھ
 بوند کو دل صدف کا ترسے ہو
 ہر پسینے سے میخوون کا یہ حال
 ہووے جس سال یہ بہار کا رنگ
 شفق آفتاب شام و سحر
 مہر کے پرتو کی کیا کروں تقریر
 ہووے تنور چرخ پہ گرم
 ساغر مہر گرم ہو یاں تک
 ہر تپ اور ہوا کی یہ تاثیر
 پی کے تبریدیون کے رنجور
 گلخن گرم سے زمین تمام
 مہر کے پرتو سے مہر کی تپ و تاب
 اب زمین پر زبس پڑی ہو دھوپ

گرچہ نکچا نسیم چھوڑتی نہیں
 ہر خیاں ایک چراغان ہو
 لٹ وھوین کی ہر شاخ نازان
 نہیں شبنم یہ سکل ہی جیسا
 طفل غنچوں کو لگ گئی چنگی
 جگہ آہ سبزہ نو خیز
 آگ جاتے تھکی پڑتی ہو
 کنول کا غدی کی طرح جھل
 روشنی کا سادار سبب ہو ٹھانہ
 ابر نیسان سے آگ پر سے ہو
 یا وہ گویا ہر آب درخشاں
 آگے گری کے کیا کہوں شمع
 آگ دے ہو جہان کو کھل
 جوش کھا جون ابل چلے ہو شیر
 جھڑی نان مہر ہو کر نرم
 شیشہ آتش ہو ہو کھل
 غل دیوانہ ہو قلاوہ شیر
 شمع کو نفع کیا کرے کا فور
 چرخ لے سرد خانہ یک حمام
 ماہی جون موج آب میں بتیاب
 سرسوں کے کھیت کا سا ہو کچھ رو

خوردون کی چال کا ہر یہ حال
سایہ کی تیسرگی پہ کر تو نگاہ
میں سے اندون میں آ کے بجان
زمین سمجھے ہر نفست کی ہر آن
سندر کا صرف کر کے جواب
پانی پی پوٹھیے عسرق ہر چند
خاک کا تشنگی سے ہر یہ حال
وہی نیت آنخون کی بھرتی نہیں
شکل رگس ہر سب کو حیرانی
ہو سوچے ہر دل میں تشنہ آب
نیک یا قوت کا زبانی ہر
پانی کتنا ہی پیٹ میں ہوا ب
آتش سے دھون کی جگہ ٹی ہر رات
راست سووے زمین پہ جو انسان
کہہ پڑتی ہو یا خدا کا قہر ق
بادشاہوں کی بادشاہی ہر
سیاہ مانگے ہر شہر میں جو فقیر
بندہ خدا کا ایسا آئے
سیاہ ہوتی ہر جگہ سی دوپہر
ہر گری سے جب یہ حال جان
سرد خانہ کو پوچھنا ہر خط

جون بچھائے ہوں آگ چھال بدال
قرب سے دھوپ کے ہوا ہر سیاہ
گل خورشید تک ہر روگردان
توے کی بوند نوح کا طوفان
صحن یک خانہ کیجیے چھڑ کا ب
رے کنکر کے کوزے کے مانند
طفل کو مشک اور جوان کو کچال
پیاسے مرتے ہیں پیاس مرقی نہیں
نر خرے تک بھرا ہوا پانی
بحر کو منہ لگا دے مثل حباب
آب آتش کی زندگانی ہر
شکل آئینہ خشک رہتے ہیں لب
کلی ہر آب سیاہی لے کے دوات
کروٹیں یوں لے جون تھے پیران
کیا کہوں تجھے میں کہ شہر شہر
اگیا بیتال کی دوہائی ہر
دمبدم اسکی ہی یہی تقدیر
مجھ سے بیکس کی اب لگی کو بچائے
لگے ہی دھڑ دھڑ جیلنے دہر
کہ کوئی زندگی کو بے سوکھان
آگ اور پھوس میں ہر کچھ بھی رلے

غمسیر تہ خانہ جاے امن نہیں

اب کچھ آرام ہی تو زیر زمین

موسم فرحت افزا

زبے نشاط اگر کیجیے سے تحریر
 زبان سے ذکر اگر چھڑیے تو پیدا ہو
 ہوایہ باغ جہان بین شکفتگی کا جوش
 کرے ہر والہ غنچہ و رہزار سخن
 کچھ انبساط ہو اے چین سے دوزخین
 اترے یاد بھاری کے اہلہائے بین
 شگفتگی سے گرا ہوش راہ ختم نشان
 زمین پر گرتے ہی لے آئے دانہ برگ و ثمر
 ہوایہ دوزخا ہی اس طرح سے ابرسیا ہ
 یہ غار دشت بھی تری میں فرش نخل ہی
 ہو امین ہی طراوت کہ رو و دکن بھی
 یہ آیا جوش میں باران رحمت باری
 ہر ایک خار ہی گل ہر گل ایک شادیش
 ہر ایک قطرہ شبنم گہر کی طرح خوشاب
 کرے ہر صبح شکر خندہ اس کے ساتھ
 سنوارتی ہی جو شام انہی لہٹ شکیں کو
 نہال شمع سے ہر شب کو چلتی نکل شبو
 ہنست چراغ تو ایسی نفسی میں پھول طبرین
 رہے ہر خنجر پہ ہر صبح جو صبح کی کش

عیان ہو جامتے تحریر غمہ جاے حیر
 نفس کے تار سے آواز خوشتر از زم زم
 کلید قفل دل تنگ و خاطر دلگیر
 چمن میں موج تبسم کی کھول کر ز غیب
 جو وا ہو غنچہ رنقار بسبب تصویر
 زمین پہ ہمسر سنبیل ہی موج نقش حیر
 تو سب فیض ہواست ہو وہ بزرگ شہر
 جو ٹوٹے ہاتھ سے زارہ کے سجے ترو
 کہ چسپے جا کے کوئی پیل شے زنجیر
 ہر ایک تار گ رنگ بھی ہوا رحیم
 برتاؤ تھا ہوا آتش سے مثل ابطح
 کہ شگ سنگ میں ہی سنگ یدہ کی تاثیر
 ہر ایک شت چمن ہر جن بہشت نظیر
 ہر اک گہر گہر شہ چراغ پر تنویر
 کہ جسطرح ہم آمختہ ہوں شکر و شہر
 سواؤ شک خلق پر ہی لاکھ آہو گیس
 بہار عیش میں گلچین کی طرح گلگس
 حیات رنگ گل آفتاب ہو تینہ
 بدین درازی ریش آفتاب ساعہ

خانی خیر ہوں تاکہ و نیازہ پیدا گیر
کہ آتی ہو نظر اک قدرت خدا سے قدیر
نہیں و گنت گل منتظر لطیف خوشبیر
کہ قرص غنیر اگر ہر زمین ہو کر و سیر
نباہر عالم بالا بھی عالم تصور
کہ ہر جوہر نشاط و سرور جم غفیر
مہ صیام کو دیکھے نہ کوئی بے نشیر
کہ شمس باز غد کی جا بیٹھے ہیں بدیر
کر کے اگر حرکت موج خستہ تصور
نشراب تلخ بھی ہو مگر کشون کو شکر و شیر

خوب نہیں ہو کر رانی زنانه سے
نہیں کہ کچھ کے گلشن میں پیر ہوں
تاکہ زنگس و گل جلوہ صبح و صبر
نہیں ہمیش سے ہر پیر زمانہ عطر آگین
نہیں سے حوت ملک جابجا ہیں تصویرین
ہمات سند سے نرم جہاں ہر وسعت خوان
نہیں و شمع عشرت کا اسقدر نائل
نہیں ہر مدرسہ یہ نرم گاہ عیش و نشاط
نہیں یہ ہوائے کہ مثل فن صبح
نہیں لگی ہو جلالت سے تلخی دارو

صفت و طریق معالجہ

مستحق اس سبب طبایع ہیں جہاں میں باہم
فہم کے گوش تو اپنے جوڑ لگتا ہو اہم
یہ نہ جو میں تو پھر سیف سمجھ اسکا قلم
جو کمائی یعنی ان چیزوں کا ہو سکے علم
ہو و سکے فی الفور جسے اہل مرض مستقیم
ہو و سکے ترکیب مرکب و وزں سے محرم
اور تلخو طرحے آب و ہوا و موسم
دم و سودا ہر ہر اک جسم میں صفرا بلغم
حکما کرتے ہیں انسان کا مزاج اس فہم
ٹھہرے جو غلط کریں اسکا تدارک پیہم

فہم اپنی طبیعت تو یہ کہ ہر دم
فہم و طبیعت کا بیان تجھے کروں
کہ جس میں ہر ایک ہر شخص مرض
ہر ایک ہر طبیب و ہر شخص طبیب
نہیں نہیں سے اور لوگ فارورہ کے
اور یہ ہیں کہ تنقیح خواص ہر دم
نہیں ہر ایک کر غور وادارہ کرے
نہیں ہر ایک سے مرکب ہر بدن انسان کا
نہیں سے ان چاروں میں ہو کہ متوازن ہو
نہیں لازم کہ کس کا سبب سمیٹن جو فہم

بعد تشخیص دوا کیجئے مرض کی بالخصوص
غور اخلاط کی کیفیت و کمیت پر
زیادتی چاروں میں سے کسی ہو مرض کا سبب
رکھ کے منطوق طبیعت کی مرض پر قوت
قاعدہ یون پر پھر آگے پر نشانے ہاں

حفظ صحت کے لیے نسخہ ہو پیش رفت
ہو نہ منطوق جیسے اسکی دوا ہو تی ہو
عقل کی روت پر پیر ہو اسکی اس
تمقید کر کے مناسب کرین اس غلط کو
جسکے ہر قبضہ قدرت میں علاج

شاعرانہ مذاق

سنایت جوش پر دریا ہوا نی طرح ہزاروں
نہتا ہوا خون گریاں سگورج مجنون کا
اسید ویم میں حال لہ ہر دم دگرگون ہو
کیون کیفیت شوق ہم مستون کو حال
حرارہ جب دماغ خون لانا ہو صحرائین
ہوے دہر ہم مستون ان ذرو مخالف ہو
پیش رو ہوں مرا بجان اسیر دم سخت ہو
شب تاریک ہو در روشن نی نظرون میں
حقیقت میں ہوا ذکر کردا ان قاتل پر
فقیر مست میں شہرت کیفیت میں شہرین
مالا ناخاک میں گردون کے کس نام کو
ہمارا سوز دل کیونکر نہ روشن ہونا ہے
بند نیست عالم الیک چشم حقیقت میں
سجلی گریہ نہیں ہر ذریعہ بیانی مرسل کی
دل سودا ز دوا پناہ چھوٹا چھوٹا ٹیگا

جہان میں شور ہو طوفان آب ہو مضمون
تپا لٹا نہ دامن کی طرح و اماں ہموں
کبھی پیر ہو مٹی کا کبھی بند ہو قیاد
ہر اک نام اپنے منجانیہ میں سید ہو فلاطون کا
لگو لے دھو ڈھتے پھر تم میں سایہ مجنون
خدا حافظ ہو ساقی کشتی صبا کا گون
بہت علی ہو پھر صبر تمہارے قدوزوں
بڑا اندھیر ہو سودا ہوا زلف شگبوں کا
قصائے لکھنا شجرت کے مخمرے خون
کبھی طرہ ہو نہری کا کبھی گھوٹا ہوا فیضان
نشان ملتا نہیں ہو قیصر شہید و فریدوں
کہ خورشید فلکات را ہی اپنے تخت و ارشون
حصہ قصیر مہا پناہ تخت فریدوں کا
بدل جائیگا عالم چاروں میں بچ سکوں
ہر اک حلقہ ہو کالاجیلانہ زلف شگبوں کا

صدا حیران میں ہم اک بہ نورین باتوں سے

اکد رکنہ رہتا ہے انہی طبع مفتون کا

ایضا

۳. طبع کو کرتا ہوں میں کوڑا کیا کیا
 دہشت کوئی نزع میں اتنا بوجھے
 وزن دل سے ہر آن آفت شب نہائی میں
 وناشوا ل عاشق کی نہ صورت بگڑی
 کیا کیا نہ کیا آکے خزان نے برباد
 رکنے پر نہ دیا آنکو کفن گردون نے
 کون نہ ہو جائیں رہنے میں نہارون دریا
 اوقت فقر سے ہم نفس پہ غالب آئے
 یکہے میں جو مجھے لگی قسمت بیا
 سرم سے سزا اٹھایا ترے سر کے آگے
 مال و نے کا جو گستا ہوں تو وہ کہتے ہیں
 دل کو برتا ہوا صاف جگر سے گذرا
 ملو زار ہا جو روک میں بہت خشک ہوا
 رہا صبح سکندر کو دیے ہیں صدے
 سکے چنے کو آنکو ٹھنی سے نہ بدلا ہنے
 بہر جودار صبا خاک مجھ آوارہ کی

ایک اک گام بہاڑتا ہے یہ کھوڑا کیا کیا
 ساتھ کیا کیا لیا اسوقت میں چھوڑا کیا کیا
 ہلے رہے تھکتا ہے یہ کھوڑا کیا کیا
 زلف کو یار نے دھروہ کے فروڑا کیا کیا
 زر گل کا نہ ہوا باغ میں توڑا کیا کیا
 زندگی میں جو بیٹھتے رہے جوڑا کیا کیا
 چنے رو رو کے جو دامن کو چھوڑا کیا کیا
 لنگر اس دشمن شہ زور کا توڑا کیا کیا
 خشت خم سے سروریدہ کو چھوڑا کیا کیا
 باغ میں گل کو صبا نے بھی چھوڑا کیا کیا
 چشم پر آئے طوفان ہی جوڑا کیا کیا
 ایک تیرنگہ یار نے توڑا کیا کیا
 دامن تر دالے کے چھوڑا کیا کیا
 آئینے سے بھی جو منہ یار نے توڑا کیا کیا
 ہاتھ رکھ رکھ کے سلیمان نے توڑا کیا کیا
 آج کف لائیگا اس ترک کا کٹہر کیا کیا

نیرنگی زمانہ

ہمارا آئی کلے میں پڑوین جو چمن گلستان
 دھڑھڑھوڑا میں خط ہجوم سودا منگ پرکھ

وہ لیکھ کل زمانہ نون میں ترانہ بھی غم بیان
 بڑھے ہیں چاک پیر میں کہ ہر زبان نیر زمان

<p>ہو بہین صوف چارہ سازئی طباخانہ پر نشا طوف بہین چنگا پریم شازہ ہرین غنہ جان سر روست بہ لغزش ایستہ بر قناد کی کہ چہ تعالیٰ پاکہ لہن بہین رہی تہمت گریبان جگارا ہر خیالی نازہ کو خواہ غفلت نہر غرور نہند چہ وسایہ زندگی کا سیکہ یہ باور کارور بلندیوں پر خور علی جہان پائی آفتاباں ہر حوں وہ مطلع کہ جسکی غفلت بہین تھکے ہر</p>	<p>فساد از تہمت نہ بدست لاشو کیا بجز غفلتوں کا گنہاں جو نیل کی لکھت خنجر لاج از خود ہو پرتوں کا سہو و ساعہ چپکے بہین کہ ہی بوان بہین رہا بس بہین کو غلامی ہی پیکار کی نہ جگر کے نہ لایہ و تیار کی کوس گودوں لڑنے جہج جہج نہ نیم خستہ جگر بھی بہیم شازہ ہر نوید مضمون رہا نہ فیض نہین تہمت تہمت نیکل عرش بہین روشن غریب ششاق لنگو ہر خیال نہر و جہج جہج</p>
--	---

تعبیہ بازی قلم

<p>ستم سے پیر فلک کے شے جوان کیا کیا پیر سے تلاش میں تیری کہاں کہاں کیا کیا لئے بہین راہ محبت میں کاروان کیا کیا ہو قریب ہمارے بہین مہربان کیا کیا نہاروں خاک میں رہنے میں استخوان کیا کیا مٹایہ مگر تویر نیکی خسرا بیان کیا کیا ہوئے دلیل پر کدت زبان کیا کیا اور ایں وہن دولت کی دھجیاں کیا کیا شکوئے جھوٹے بہین زیر آسمان کیا کیا ہمارے پانوں ٹہن آسکے پیران کیا کیا</p>	<p>ہوئے بہین کہ میں پیوند مہربان کیا کیا عدم میں ہر دین کبے میں میرین گھر میں رہا نہ نام کو صبر و قرار و عیش و سرور سوا افسوس کے نہ کایت کرین تو کس کرین نصیب سنگ بہین رزق ہماہ طعمہ زانغ کر دہ خواہش بر بادوی دل عالم طلبتہ بھی نہ لاشہد خوان و نیاست تہمت تہمت نہ چشت میں کی نہ مٹاں نہاروں کہاتہ میں گل فصل گل جلی تہ ارادہ و شت کا و شت بہین جب کیا کیا</p>
--	--

نصیر الدین حمید بادشاہ

جگہ جگہ کی جیسے وہ خندان ہوا بہین ہمارے عیش سے ہندوستان گلستان ہوا

یا پائند کو گلشن بہار کے ایسا
 بار باغ میں کیا کیا کھلا رہی ہر گل
 سن میں کیے اشارہ جو سو نخل حسنا
 باغ و دہر میں بھرتے تو سایہ کی صورت
 ہن میں بات جو کیجئے گوشت سے بھول جہن
 زمین پہ دانہ جو چھینکا تو گر کے نخل ہوا
 از زمین پہ اگر کوئی سیوتی کا بھول
 زمین کو گھٹنے سے صاف تر زمین چین
 اس کو کس یہ تیلی کا وقت نظر آ رہ
 ال گلشن تھویر بھی مٹا لائیں
 گاہ ہی جو شجر بار و زمین آ کر رنگ
 شوق گل میں عجب رنگ آج گلچین کا
 نسیم بانب گلشن چاہی کتنی ہوئی
 بان حال سے کتنی در موج نکست گل
 جہ نہیں کہ کہ گردش ہو خیمہ زنگس کو
 ہوا ہر قمری سے نالہ اگر کوئی موز دل
 یہ کیا مطلع رنگین غزل کا اے کو یہ مطلع
 وہ ہر شاہ تن ہنسی کے لیے جان ہر
 نخل ہر چین سلطنت میں قد تیرا
 ہر سرے سایہ میں شاہراہ کہ در پہ پہ
 نہیں ہر کچھ تری دریا دلی سے نہایت

کہ شوق سیر میں سرچشمین خزاں ہر
 شکستہ غنیمت فقار غنیمت لب بیاں ہر
 تو ساتھ اشارہ کے اونگی بڑک بھائی ہر
 مراد دل غنیمت آرزو شتابان ہر
 اب انہوں میں یہ فیض بہار بستان ہر
 نمو کی حسی سے سیا و سخت حیران ہر
 صدا سے گم غلطان کی طرح غلطان ہر
 کہ اس سے سبز دھار تہ تک نمایان ہر
 جو داغ لائے میں کتنا ہی عین بہتان ہر
 بہار کا چین و دہر میں فیضان ہر
 نگین کی طرح سے آسمین شجر نمایان ہر
 جو دیکھے تو گریبان گل ما مان ہر
 اگر ہوا آتش نمرود دم میں بستان ہر
 اب ان دنوں یہ ہجوم گل گلستان ہر
 جو کیسے بے حرکت ہر یہ عین بہتان ہر
 چین کے فیض سے وہ رنگ بستان ہر
 چین ہر سبز ہر آب بردان ہر جان ہر
 فروغ دیدہ ایران چراغ توران ہر
 کہ حسین برگ عدالت ہر بار احسان ہر
 کہ آفتاب کو نزدیک و دور یکسان ہر
 کہ موج صفحہ دریا پہ خط بطولان ہر

جلا کے خاک کر کے چاہے پھر کر کے ستر ستر
تیرے قدم سے شہا ملک عیش و راحت میں
عطا کر اب تو زور و سیم ہر واد کی طرح
گدا سے تیرے لب لعل گر سخن گو ہوں
چمن میں گزری ہو شاید تری نسیم قبول
شال قصیر و خاقان غاشیہ پروار
ہوا ہر جہت طلوع آفتاب عدل ترا
جو دیکھے سایہ نیکو وین فرار کرے
یہ بے قصور زمین دست شانہ خشک ہوا
جہان کو تیغ حوادث سے کس طرح ہو گزند
و عاین دیکھے تجھے شب کو سوئی خلقت
کسی غریب کے گھر تک جلا کر کے چور
شہا ہی بازی ترے آگے تیغ بازی مٹی
فار دست عدو کیوں دیکھے پانوں سے
خریج کیے کوڑی کسار کی ویکر
ترا عدو جو سکندر بھی نہ شہا با فرض
عدو کے قبضے سے بچھینے تیغ ہاتھ آئے
کمان سے تیرا نکلے کیا براے نکار
بجائے پر نکل آئے ہیں استخوان تلخ سے
کیا حکم جو تونے نہ رہا پست شہا
اسی سے کہنے لگے آفتاب سے شاعر

غضب میں برق ہو کر و کر میں باران ہو
دل کشادہ و طبیعت کشفہ از ان ہو
کہ آسمان سپنے در یوزہ شگل دامان ہو
بس ایک بات میں وہ ملک بدیشان ہو
کہ خار و گل میں بھی ایک لطف شہم و مکران ہو
ہو متبے بیچ دارا و سپہ اور باران ہو
کمان میں ابر کے مانند چاند نیسان ہو
ہر ایک شیر میں گویا رزم غزالان ہو
کسی کی دولت سیہ اندون پریشان ہو
کہ چارعت کا چار آئینہ نگہبان ہو
ہر ایک در کے لیے وز و شل و پلان ہو
کمند موج لیے سہیل بھی گزیران ہو
سیر عدو و قہم تیغ گوے و چوگان ہو
کہ تیغ قبضے سے شہا سے گزیران ہو
متاع جان عدو کج کل یہ از ان ہو
تو دوسے صورت عکس آئینے میں نہان ہو
ترا وہ جذبہ آہن ربا سے فرمان ہو
کہ چو ہریدہ فرمان پہ تیرے فرمان ہو
ہماتے تیرے دوسے یہ صید لڑن ہو
خون کو توڑ کے ہر بادہ کش گزیران ہو
کہ نام مینہ کوئی لے تیرا یہ فرمان ہو

نہ بوجہاں میں کچھ اُسکا تھل بیڑا
 ہر ڈرنہ کوئی دسے شریکے تھیل
 تھل میں غنچہ کے توڑین گلابیان گلچین
 اُسکے ٹوٹے ہر آب تھل نام حباب
 یں جو تخت مرصع کی تیرے تعریفین
 کون میں تخت کو اور نگ زر نگار سپہر
 ہر اس میں چکے ہیں اختر دن کی طرح
 خوش آب میں یا قوت و لعل کا ہر گل
 طما کو آتش یا قوت تانہ آب کرے
 بیان ہوا آتش یا قوت تخت پوش یون
 اُسکے پاس نہیں اتلیج شمع حباب
 مان کو تخت پہ ہر آب گمان کشتی نفع
 ہر موج آب کو تخت سے سمندر تک
 سے سمندر کی تعریف کیا بیان کروں
 چین کو دیکھ کے گروے یال کو دیکھو
 میں کو دامن گلچین کیا ہر بحر بحر کہ
 زرا سمندر کے دوڑنے کا کیونکر عزم
 قدم قدم جو چلا وہ توبہ لگین کئے
 شہا نہیں ہر یہ بیوجہ آسمان پہ ہلال
 ترے سمندر سے اور کروان جو ماری ٹاپ
 ہر ایک اسپ بختا ہر انپی زبست اسے

کہ ہر کشتی کو قہر تر اطفوسان ہر
 فلک پہ دیکھے تو آفتاب لرزان ہر
 بہار شرع سے ہندوستان گلستان ہر
 ترایہ عرب ہر یہ حکم ہر پسرمان ہر
 تو غامہ دوزبان آج کو ہر افشان ہر
 تو اُس پہ جلوہ ناما شکل مہر تابان ہر
 فلک ہر تخت ترا چتر ماہ تابان ہر
 بجایہ کیے اگر آب میں چہر انان ہر
 مدام ہر گر تخت آب افشان ہر
 چراغ حبیبہ کہ ٹاؤس سے نمایان ہر
 کہ اس میں ہر گشت چراغ رخشان ہر
 کہ فرط آب گہر اُسکے گرد اطفوسان ہر
 فروغ آتش یا قوت تابرخشان ہر
 مدام ابلق ایام چہر سربان ہر
 سحر عیان ہر او و شرباد حو نمایان ہر
 نشان اُسکے یہ گل منج کا گل افشان ہر
 تمام عرصہ دہر اُسکو تنگ میدان ہر
 کبھی نظر سے ہی نہان کبھی نمایان ہر
 بتاؤں کیا کہ منجم کی عقل حیران ہر
 نشان نعل کا نون آج تک نمایان ہر
 ترکیت تو حیران کو آب حیران ہر

کہوں غزال ترے باد کو میں کیونکر
 پھر آئے جلد وہ ایسا ہی رنج سکون میں
 کہوں میں قیل سیست کو ترے شب و روز
 سوار ہو تو عمارتی فیل میں جو کبھی
 یہ جلد رہو یہ کہل میں نگہ سے عائب ہو
 کہ کیا نفی عار کو ترے وہ ثابت ہی
 دماغ کے واسطے کو با اوٹھا اپنے ہاتھ
 آئی تار ہے گل سے محبت بسبیل
 ریاض و بہرین جب تک سے گل خورشید
 و کمائی دے گل عمارتی طرح ماشق روز
 ہمیشہ عارض و گیسو کو تاکہ میں شاعر
 رہیں فلک پہ جب تک است و ستیا
 ہمیشہ عمر و راز خضر کا تار ہے ذکر
 سپہ آئے نظر جب تاک کہ بازی گاہ
 آئی تار ہے اونگ زنگار سپہ
 رہے دایم تو با تخت و تاج و جاہ و شہم

کہ اس کے سامنے ہے حسرت غم غزالان
 کہ اس کا عکس چہان تھا وہین نمایان
 اور آسپہ ہوج زرین ہند و خشان
 تو کہیے سچ شہرت میں یہ ماہ تابان
 اگرچہ ڈپل میں وہ مثل چرخ گردان
 کہ دونوں دانوں کے چھ لائیاں
 صفت کا اس کے بیان تجھے غلوکار
 بہار لطف سے جہان گستان
 آئی تاکہ گل ماہ تاب تابان
 خوشی سے تاکہ یہ طاووس چرخ قضاں
 اگرچہ چمنستان وہ سنبلستان
 زمین پر تاکہ یہ گردان سپہ گردان
 جہان میں تاکہ یہ ظلمات و آفتابان
 ہلال و مہرین لطف گو و چوگان
 زمین یہ ماشق خاور کے زیر فرمان
 کہا کرے تجھے خلقت یہ شاہ شاہان

نماوار کی تعریف

یا آکے دست بوس سلیمان ہونی پڑا
 یا ہوشی شاخ میوہ طوبی ہری جسدی

نخلی غیاث نور سے تفسیر جوہری
 یا جگہ سے عروس کی جلوہ گسری

اس ہاتھ سے ماروین چھین جو جو وہ گل گین
 یا چھین خوشن سے تنہ کے قبضے کی کھل گین

<p>خاتم سے ہوا اس طرح پھل جدا ہستی جدا زمین پتھر پری اجل جدا</p>	<p>پیرون کے قد سے جیسے جوالی کا بل جدا خوجہ ہا فلک پگرا اور زحل جدا</p>
	<p>غل تھا کہ اس بھلا کھم و جان مین لو تہج برق دم کا قدم در میان زمین</p>
<p>ہستی ہوئی جوتہج تو لشکر اولٹ گیا سب سے تھے زور کو وان سن بھی ٹک گیا</p>	<p>میدان پانوں چنے سے دل بکا گیا مان تاوت خوف سے سپاہ سست گیا</p>
	<p>ہولی یہ تیج وہم سب رعد اپہ لونگی مین برش پکاری تو یہ ٹھہرنے ندونگی مین</p>
<p>پہل وزن میں تھا پھول تلخی میں نخل طو ہیب سایہ چال پیری قبضہ چشم حور</p>	<p>گرمی میں محض نار تو نرمی میں صاف نور تو دلہا تب زہر ٹرپ قہر شو و صبور</p>
	<p>یون دفعۃً زمین سے کئی آسمان پر جس طرح غصہ آئے کسی نا تو ان پر</p>
<p>نوک پڑ تھی یہ اودھر وہ اودھر گرا یران کے برق سایہ تیج ظفہر گرا</p>	<p>وہ نیچہ وہ ہاتھ وہ خود اور وہ سر گرا وان مورچے سے باپ اوٹھایاں لہر گرا</p>
	<p>گر گر کے سر بہ رن مین برا بھلیاں ہوئے جورن مین سر زمین کے معنی عیاں ہوئے</p>
<p>پلک مین آنکھ کو پتلی مین نور کو نئے مین بغض و کینہ کو دل مین خور کو</p>	<p>پانوں مین کجروی کو سرن مین غور کو نیت مین معصیت کو طبیعت مین زور کو</p>
	<p>ذات اک طرف سدا یا بالکل صفات کو کیسی زبان زبان مین یہ کاٹ آئی بات کو</p>
<p>صفت نوار</p>	

یہ کیکے کی نیام سے تیغ شرر فشان آواز دی زمین نے کہ یا حافظ جان	شعلے نے اندر کہا بجلی نے ادا کیا دشست سے تھر تھر گیا مرغ آسمان
نہایت ہو کہ چہرہ خورشید گئی اغل تھا کہ فوج شام کا دست رواں گئی	
بجلی چمکے ہوئی تھی جلیساں کپار نیز زمین تو کا زمین کو نہ تھا قرار	پڑھنا تھا عشق آہ کرسی کو بار بار تھرا ہاتھ اور ٹک وقت گیر و بار
نہ تھا اعلیٰ کی تیغ کا سب تک ٹھنک جبریل کا پتہ تھے کہ خیمہ کی جنگ	
اقبال و ندرت و آسائش و قرار علم و سکون و راحت و آرام و اختیار	امن و امان و صبر و توانائی و وفار عجب وثبات و کشتی و قدر و اقتدار
آثار قہر حق انھیں معلوم ہو گئے سب تیغ کے ٹکٹے ہی سرد دم ہو گئے	
غل تھا چمکتی آتی ہر تیغ اجل چلو وہ کہ صدا غور و خور کی سہرے کھیل ناو	ڈر کر کہا امان نہ کہ قبل از جہل ہو بولی سلامتی کہ سایہ امت مکل چلو
دریا بہیگا خون کا کنارے فرات دم بھر میں بند ہو گیا کوچے نجابت	
ٹھالوں سے شامیوں کی دھڑچاکی گئی ایسا بڑھاپہ کہ شرما گئی گھٹا	دریا چھوڑ چھوڑا سب آگنی گئی باران تیر و تیرت میں برسا گئی گھٹا
کشتوں کو اپنی فوج عدو روندنے لگی جنگل میں برق قہر کا کوند بنے لگی	
بجلی جو تیغ آمد قہر خدا ہوئی سپر بجا گئی تو قیامت پیا ہوئی	

روح جسم سے گردن جدا ہوئی	خون میں ڈبو چکی تو نہ پھر شنا ہوئی
بارہ اس غضب کی واروہ اس ورو شو کا	دشمن کو اوسکا وارکن رتھا گور کا
ملا تھہ صیغہ جرات تھی اسکی تاب	جو ہر دین آبرو دین اصالت میں تباب
نہ نہ وہ افتخار گراں قدر و لا جواب	وہ قہ وہ خم وہ نہ کی صغائی وہ تباب
اوتھہ جگہ سے جسکے اوسے کو خب نہو	کائے گلے ہزار کے اور خون میں تر نہو
پال و منج و خچر و گز و شان و سیر	دو دو تھے پیش آئینہ منج سے نظیر
میں چھوٹے تمام کو دھکا پرا نسیر	آفت کا مرکز تھا قیامت کی دار و گیر
اوڑ کر بھی مرغ روح کا بچپا محال تھا	جو ہر حسام میں تھے کہ لوہے کا جال تھا
ن مورجون کو چاٹ گئی تیغ شعلہ رنگ	لوہے کو خاک شور میں کھا جائے جیسے رنگ
روئے کچھ نہ کہتے تھے خنجر میان جنگ	جو خون جگر کٹے تھے تو چارائیں تھے ونگ
تلواریں تھم چھپائے تھیں ضرب و رشت سے	دعا لین لپٹ گئیں تھیں سواروں کی لپٹ سے
گنتی تھی کو نہ کہ جو وہ برق شرارہ ریز	دونوں کھلا تھا بند تھے سب کو چہ گریز
چلے میں تیغ تیز فوس تیرا تھہ تیز	رہ رہ کے گرم ہوتا تھا ہنگامہ ستیز
کشتہ میں ایک ضرب میں ہوں کہ چار ہوں	نشدہ رتھے سب کہ موت سے کیونکر دو چار ہوں
کائی سپر تو کاسہ نہ تھک پہونچ گئی	سپر پری تو پیر کے برتک پہونچ گئی
ہرے شمال برق جگر تھک پہونچ گئی	پنی کر لود میگرا کھتر تھک پہونچ گئی

بڑھ کر سے زین پہ آئی سسنگ کے کڑے گرسے تھے کہیں نیچے تھی تنگ کے	
پیدل ہو یا سوار ہو یہ مر و وہ چار بجلی بجک ہی تھی فرس پیرا تھا	اٹلا اُدھر سے جو وہ ابل کا ٹنکا تھا کوسوں اُدھر سے دشت ستم لالہ راتھا
کیا ہوزرہ سے ضرب جیالسی کڑی لگے سیرون برس ہے تھے کہ جیسے جھڑی لگے	
صفت تلوار	
کٹے کٹے رت آتے ہیں لب پہ دم پہ بیدا صیر رکاکے ہر شور الاما	ہر وصف تیغ میں سپر اندر خستہ زبان مضمون ہر مثل برق چندہ شرفشان
کیونکر کوئی لگے جو بجال رتسم نہو خامہ کو خوف ہے کہ زبان پھر قلم نہو	
جو ہر شناس ہو تو اسے موتیوں میں تول وہ تیغ ہو خراج صفایان ہر جبکا تول	قد کتنا خوشنما ہی بدن قفس رہی گول منقح فتح ہو در نصرت کو اس کے گول
اشراف کا بناؤ رئیسوں کی شان ہی شاہوں کی آبرو ہو سیاہی کی جان ہی	
لشکر کش و شکست ساز خلق نو حاضر جواب میں طبعیت زبان و راز	دوسوز و شعلہ خور سدا نلاز و جانگداز خونخوار و کج ادا و دل زار و سرفراز
سچ اسکی ہو پسند جہان کو سچی نہ ہو مشتوق بن نہیں اگر اتنی کجی نہ ہو	
کس بل میں بینا مال صالت میں بے گیتی نور و دیا و پیریا فلک مس	پیشہ وہ اسکا اور وہ بار کی خمیر جنگ آزما خراج ستانہ ملک گیر

	اک جمال خلق میں کس پر جلی نہیں کو یہ وہ کونساں جہان وہ جلی نہیں	
چھوڑے اگر شعل کی چلن نہ آفتاب آفت کا دم ہر قدر کی تیزی غصہ کی تاب	کیا تاب ہو کہ لاسکے آستکی چاک کی تاب و شمن اسے جورات کو دیکھے میان خواب	
	بھاگے نہرار وہ پہ نہ پائے مفسر کہین بستر چٹن کہین ہو دم صبح سحر کہین	
صفت طحال		
روشن صبح عید شب قدر ہر سپر کے ماہ نو تو چار ستارے ہیں جلوہ گر	قدرت کی ہی ہمارا دھڑلہ دھڑلہ گو یا دلہن نبی ہوئی ہر سبیل کی طرف	
	جو خوبیاں کہ چاہیں وہ سب مول ہیں مشتوقی سبز رنگ کے دامن میں پھول ہیں	
صفت اسپ		
اسپا ہر اسپا کیت قلم عسرت سمت اگر کھراج خوش قدر و طراز و شہر	آہو کار شہر طہیبت و تاپا وہ پیش و پس وہ سحر و کھوتی و ڈھول	
	اکتری تھی اک پری فرس مند خوش تھا عسرت بھری ہوئی تھی رگون میں نہو تھا	
صفت صبح		
صبح اور وہ چھاؤں تار فکی اور دھاؤں اکلون سے قدرت اللہ کا ظہور	دیکھے تو غش کرے ارنی گوی کوہ طو وہ جایا بخون تپس بیج خوان طو	
	گلشن جمل تھے وادی نیا و اساس سے جمل تھا سب بسا ہوا پھولوں کی اس سے	

مٹھندی ہوا میں سبزہ صحرائی وہ لہک	شمالے جس سے طلحہ نگاری
وہ چھوٹا دختون کا پھولوں کی وہ مہک	ہر برگ گل پتھرہ رشنہ کی وہ جھک
ہیرے نخل تھے گوہر کیا تیار تھے	
پتے بھی ہر شجر کے جواہر تھے	
قرآن صنعتِ مسلم آفریدگار	تھی ہر ورقِ صنعتِ ترجیع آفرین
عاجز ہو فکر کے ہنر شعار	ان صنعتوں کو یاد نہ کہانِ عقل
عالم تھا محوِ قدرتِ رب العباد پر	
مینا کی تسماءِ ادب مینو سوا پر	
وہ نور اور وہ دشتِ سہانا سا وہ فضا	دراج و کبک و پیو و طاووس
وہ جوشِ گل وہ نازِ مرغانِ خوشنوا	سردی جگر کو بخشی تھی صبح کی ہوا
پھولوں سے سبز سبز بھر پوش تھے	
اتھالے بھی نخل کے سبز کفروش تھے	
وہ دشت و نہیم کے تھوکنے وہ سبزہ را	پھولوں پر جا بجا وہ گہرا سہ را
اٹھنا وہ جمجمہ جمجمہ شاخون کا باریار	بالا سے نخل ایک جوبیل تو گہرا
خوابان تھے نخل کا شن زہرا جو اس کے	
شبنم نے بحر دیئے تھے گہرے گلاب	
وہ میوں کا چارواں سرو کے ہجوم	کو کو کا شوز ناہ سرو کی ہجوم
سجائے رہا کی صدا تھی علی العہوم	جاری تھے وہ جوان کی عبادت کے ہجوم
اچھ کل قسط کرتے تھے ربِ عطا کی حمد	
ہر خار کو بھی نوک زبان تھی خدا کی حمد	
صفتِ کریمی	

گرمی کا رور جبک کی کیونکر کروں بیان	ڈرہو کہ مثل شمع نہ جلنے لگے زبان
لوں کہ انہر وہ حرارت کہ الامان	رن کی زمین تو سنج بھی اور زرد آسمان
آب خشک کو غلق ترستی تھی خاک پر	گو یا ہوا سے آگ برستی تھی خاک پر
وہ لون وہ آفتاب کی حدت تہ تاب	کالا تھا رنگ ہو پیکہ دن مثال شب
نہو نہر غلتیہ کے بھی سوکھے ہوئے تھے	شیمہ جوئے جابون تپتے تھے رب کے سب
اوڑتی تھی خاک خشک تھا چشمہ حیات کا	گھولا ہوا تھا دھوپ سے پانی فرات کا
کوسوں کسی شجریں گل تھے نہ برگ بار	اک ایک نخل جل رہا تھا صورت پشیر
نہنستا تھا کوئی گل نہ کہتا تھا سنبہ زار	کانٹا ہوئی تھی سوکھ کے ہر شاخ باردار
گرمی یہ بھی کہ زریں کے دل سے سہ رو تھے	پتے بھی مثل چہرہ مدقوق زرو تھے
جھیلوں پر پائے نہ آتے تھے تباہ نام	مسکن میں چلیوں کا سمندر کا تھا مقام
آہو جو کاٹے تھے تو چیتے سیاہ خام	تھچھل کے رہ گئے تھے مثل موم خام
سرخ اور سی بھی پھول سے سبھی گیاہ سے	پانی کنوے میں اوتر تھا سایہ کی گیاہ سے
شیر اوتھتے تھے نہ جو پکے مار کے پھار سے	آہو نہ تھم گاتے تھے سنبہ زار سے
آئینہ مہر کا تھا مکہ رغبار سے	اکروں کو تپ چڑھی تھی بیچ کے بخار سے
گرمی سے مضطرب تھا زمانہ زمین پر	بھن جاتا تھا جو گرتا تھا ورنہ زمین پر
گرداب پر تھا شعلہ جوالہ کا گمان	انگار سے تھے تباہ تو پانی شہر نشان

منہ سے نکل پڑی تھی ہر گرج کی زبان	پہر تھے سب ہنگ گرجی لبوں پہ جان
پانی تھا آب گرمی روزِ ساب تھی	ماہی جو بیخ آب شک آئی کباب تھی
آب روانِ مینہ اوٹھاتے تھے جانور	انگل میں اورتے پھرتے تھے طائر اور
مردم تھے سات پروں کے اندر عرق میں تر	خنجانہ فروے نکلتی نہ تھی لعل
گر چشم سے نکل کے تھکے جاے راہ میں	پڑ جائیں لاکھ آپے پائے بگاہ میں
آئینہ فلک کو نہ تھی ثابت کی تاب	چشمہ کو برق مپا تھی دامن ہمار
سب سے سوا تھا گرم مزاجوں کو خطراب	کاغذِ صبح دھو نہ تھا پھر پاتا آہنا
بھڑکی تھی اگل گت بد چرخِ اشیر میں	بادل چھپے تھے سب کرۂ زمیر میں
شہر آشوب	
پردہ چشم جو چرخِ غیرتِ دالانِ سحاب	آستینِ شکستے جو روکشِ چیب گدا
شبِ چشمِ بوس یارہ سے چشمِ خواب	دن کو پہلو میں بھول کر طلاق سے بے تاب
باز از ہر تنہم بے جنوں سے آید	باز آہ از بگردِ غرقِ بخون سے آید
نامہ کہنے کیا گردشِ افلاک سے طو	نہ سندر ہے نہ دار ہے چہ شہید نہ
وقتِ غنیمتِ ہی ہی جو دم ہے	دم میں بھر ہم ہیں نہ ساقی ہے نہ مائے ہی
صحبتِ ہنفسانِ طربِ آمادہ کج	بعد ازین زرم کجاست شیشہ کجا بادہ کجا
تن ہی تعمیرِ سر رکھ کر سیلِ فنا	دم کی ہر آہ و شد ساینہ میں ہر گنا

موج تیباب ہون ہر مختلف احوال مرا	آتش بر آب ہون تہی کامی و تقا کیا
کہ تبت برق و گے اہتر م ساختہ اند	ہنر زمانے بصفا ت و گرم ساختہ اند
نہو پو ہو سبب درو سر زلف بتان	کہ گزین سر سر شستہ سری اپنی بیان
ہو شریر ز نفس موج ہو شعلہ افشان	حال سو ز غم دل لاؤن اگر تا زبان
نہو پو ہر قسم داغ کہن میوزو	آتش از گرمی ہنگامہ من میوزو
وے اما البرقی کی آواز قلم جے صیر	حال سو ز غم نہان گوگون گر تحریر
بزم حیرتے بنایا مجھے گویا تصویر	ان نموشی ہر مری لاکھ زبان کی تقریر
پاس ناموس خون درس کو تم داد است	گوش کن گوش کہ خاموشی من مراد است
ترجمان راز نہان کا ہو مرا چہرہ زرو	کہ پچاسے چھپے حال تل غم پرورد
رو برو بیٹھے کہ جسکے کوئی دم یاد مرود	کہ کوئی نموش غلت ہی نہ کوئی ہارود
نفس غم ندیم و چہرستہ دیدن گیرم	حال تل کہ ہم و ہر حال شنیدن گیرم
نہ وہ دل ہو کہ کرے ضبط افغان زاری	نہ وہ طاقت ہو کہ رو کے قرہ کی خوبی
العرض خود دی از بس کہ موئی بظاہر	شیران دور رہا حسلہ خود داری
نہیتم خوش بگلر خبر و آری نیست	قتیوان یافت کہ بانو شستم کاری نیست
درو مندی جسے کہتے ہیں وہ ہو میری دوا	یہ کامی طبالع ہر مرا کام روا
ہشتم بنیا نظر آتی ہو نہ گوشش شنوا	ایکاون چہبخت فحالت ہر زمانہ کی ہوا

دروم احسانه سد و با بسیدن ترسید
حیرتم آئینه گردید و بدیدن ترسید

آب سے بھی طبیعت ہر مری نازک تر
کم دماغی بین مقابل مرے گل ہو
مثل نحت مجھے برباد کرے بادِ بحر
سنگ ہو میری جبین پر اثر نہند ل

خون گند گرمی صحبت دل ناکام مرا
محو سازد زنگین موج صفا نام مرا

میں وہ ہوں سوختہ قیمت کہ کر چہ چہ
داغ دل آتش سوزان ہو تو سنگین
مشتعل برق مرے دو دھڑکتے رشتے
کاشن جگر کہیں بباد ہون خاک ستر

خید سوزم زخم و خید کد ازم یارب
نخبت ناساز بدل سوز چہ سازم یارب

سوزش غم نے کیا بسکے غاصرین فتور
مجھے پروا نہ کرے منہ منسی کیا مقدر
جلست خون شعلہ کشش ہر گد غمین
گرم ہنگامہ سمندر کا نہو میرے حق

جانم آتشِ غم آتش دل چاکم آتش
آب من آتش و باد آتش و عالم آتش

دل نہ حسرت کش ساقی نہ لب نشہ جام
داغ حسرت ہوں مرا سنیہ سوزان تمام
راحتین روح کو در کار نہ ہی کو آ رام
نخل عیش و طرب میں مرا انگلیشی کیا کام

از غم خون جگر با وہ بجام است مرا
صحبت با غم دل عیش تمام است مرا

قصیدہ ماجیمہ خیابان ابرٹ ہنری ڈیوی صاحب تابک ہینڈ
اسٹار آف انڈیا سابق چیف کنستبل ہاؤسنگ و ڈھام اقبالیہ

ایو بحر فیض و کان عطا ای حجاب علم
 کیون یوسف زمانہ نہ سبک کو کہین
 زہر خلیق و جرات یہ شکل ہے
 حرف ایک دفتر حکمت ہے آپ کا
 عقل کو جمال اسطو نصیب ہے
 فہم مان یہ طرز بیان یادگار ہے
 بولی خرو جال مبارک کو دیکھ کر
 علم پر مثال تو خود بنے نصیر ہیں
 یہ کلام جس سے معطر مشام ہیں
 یہ جو جہت حکمت کو ناز ہے
 روشن حدیث عقل خوشی کا فوز ہے
 او بہن چارہمت شعائین علوم کی
 ت کو گسلی راستے درخس روٹا
 زین ہند عقل کو زینت یہ کسے دی
 بت میں کسے ہوتے روز ازل چنے
 ب جانین ہم نہ تیری نظر کو ہو خیرگی
 عقل کل کا آج یہ جشن قدروم ہے
 س رشک جم کے دیجیے آثار تربیت
 اسے چو شمع خرو جسکے فیض سے
 برضیا و نور سدا کس سے کوئے ہیں
 ب ملک کسطح نہو مداح آپ کا

ایو کو کسب پر و کا افتاب علم
 شکل زلیخا دیکھیں جو عفو شباب علم
 رخ سے عیان ہے ہر صفت آفتاب علم
 ہر نکتہ اک کلام و اک اک کتاب علم
 ایو جسٹ پیر دیکھ یہ عہد شباب علم
 ایو نطق سن کے یہ سخن لاجواب علم
 قسم سے راست آئی ہے تمہیر خواب علم
 علم آپ کا جواب ہے خود ہیچ احباب علم
 یہ عقل گیا قریب عطر کلاب علم
 ہی عقل پاک پایہ فخر خطاب علم
 کیا چل رہا ہے دورہ جام شباب علم
 ہی آج کل ستارہ ہند آفتاب علم
 دکھلائی کسے عقل کو راہ صواب علم
 دولت ہے کیون یہ فخر سے تھا ہی کا علم
 حکمت کے نقل عمدہ و جام شراب علم
 ایو افتاب دیکھ رخ بنے نقاب علم
 کیون جوش پر ہے نغمہ نچک و رباب علم
 مینو سواد ہو گیا شہر خسراب علم
 اک اک سپر بن گیا اک اک حباب علم
 مہر نیر عقل و خسرو ماہتاب علم
 ہی بہرہ یاب عدل و کرم کامیاب علم

پر تو ہر کسی راسے کا نور شہاب علم کس قدر چمک قطع ہو مین شہاب علم کیا جوش برہی بارش فیض شہاب علم ہن شہد کا سمع سوال و جواب علم پانی کے مول کئی ہر یان ب شہاب علم	کے فروغ عقل سے روشن نجوم مین پیرایہ کمال کو کس سے کمال ہو سربگزشت و باغ حکم چار سمیت مین جویات ہر وہ روکش قند و نبات ہو پیر معراج کے فیض پنازا زانی کیوں ہو
---	---

ایک شمس کردگار منور رہے سدا
یہ شمع طور عقل رسا آفتاب علم

عزل مصیبت مین

بجا ہر آنکھوں سے گرم آنسو جوش کی طرح بڑھل رہے مین
لگی ہر اک آگ اپنے دل مین بدن سے شعلے نکل رہے مین
کمار سے دریا پہنچ کے پانی نہیں بہا ایک بوند اسپر
چڑھی ہر موجوں کی ہمتے تیوری حباب بکھین بدل رہے مین
ریاض عالم مین جلوہ گر ہو عجیب نیرنگ بے ثباتی
ہوا سے ملتے نہیں مین بے وزنت ہاتھوں کو مل رہے مین
کبھی تو تم بھی نکل کے گھر سے تلاطم بر اشک دیکھو
کہ جا بجا پڑ رہی مین نازنین ہوا سے میڈھے اچھل رہے مین
کبھی نہ ہنسی کے جوش حوشت مین شب کو رشتہ تھارے حوشتی
تمام حرام مین روشنی ہو چراغ غلوں کے جل رہے مین
خباہہ میر لگی مین انکی جو بیونچے ٹھہر کے اتنا کہنا
اٹھانے والے ہوئے مین ماندے سوخت کے کا دجا بدل مین
کہیں کے قہقے اگر کہیں مین ہمارے دیوان مین کیا عجب ہو

لیو مضمیٰ میں ہر دو الفبت ہم یہ دانہ بدل رہے ہیں
 لیکن غرض ہر نقل مکان سے اپنے
 کڑی ہر منزل جو ہو چکی مکان سے کچھ دور چل رہے ہیں
 باغ و گلن میں بوجھو نہ جسے احوال جویش رشت
 کنوئین میں دو اپنے دیدہ ترکہ دونوں کیساں آبل رہے ہیں
 سے مردان آبی سف کر نیکی مگر عدم کا
 حباب ہوتے نہیں ہیں پیدا یہ اُنکے خیمے نکل رہے ہیں
 سے میرے جو کیا ہر جوانی مقتل زمین میرے سر کو
 ہوئے ہیں کچھ شاواہ ایسے کہ پیڑے وہ بدل رہے ہیں
 رشتہ فشا رہیں ہوتے زمین بعد مرگ آئیں
 جہان میں مصحف رتوں سے برون جو لوگ دست و پا رہے ہیں
 روزِ انبساط کو کہ مقبیلہ اراد کا حال کیا ہو
 تمام اعضا پڑے ہیں عین گردل اُنکے اچھل رہے ہیں
 جہنم میں خست لایا یہاں قیون کا دھل پایا
 اگرچہ پہونچے بہشت میں ہم مگر جہنم میں جل رہے ہیں
 رگرمی سے تیرنی نعل کی شمع پڑانے کیا جیائیں
 عرق عرق ہی پردہ سے اپنے ہند پر نیچے چھل رہے ہیں
 و تیرا غم جدائی یہ مرگ ہو ہر اہل عالم
 و باہر پھیلی ہوئی جہان میں گھروں سے مردے نکل رہے ہیں
 وہ شمع روچھو آہوئیں مراوین جہان کی حاصل
 اسپر گھی کے چراغ کیا کیا ہر ایک مسجد میں جل رہے ہیں

عشق و محبت

سہراغ و ہر مین برگ خزان تا نہیں
ایک جاگہ ہی تو آتا ہی عدم سے دوسل
خاکساری کا جہان میں سبے عالی رتبہ
دوقم فرقت میں طپا بھی غلاف محفل ہی
عاقبت از قار کس کو ضعف کا عالم یہ ہو
کیوں نہ دل ناسے کرے عمر و ان کا کوچ ہو
سفلہ عالی مرتبہ بڑھنے سے پائے دخل کیا
تیرے کوچے میں جو عاشق ہیں عجب رک رکھا
دم بخور دوسے عدم جاتے ہیں لاکھوں گھل
غم کو اسی جان خیزین تو نصبت عظمیٰ سمجھ
اہل فتنے کے لیے بزرنگی بھی دور ہو
عاشقوں کا دخل کیا سوز غم فرقت کھلے
ظرف عالی ہو تو اعلیٰ سبے نجابتیں پس
دولت دنیا کجا و ہمت و جرات کجا
ہم کو وہ پوچھے تو باہر آپسے ہو جائیں ہم

پیر ہو کر بھی بشیر کو ہو مین شایب علم
اوسکی محفل کا کبھی عالی محفل علم
یہ زمین وہ ہو کہ سپر آسمان علم
جسم میں ہے اوسکی بے پرواں علم
انکھ سے آنسو بھی اپنا اپنے ان
بے دروینا مین کوئی کاروان
جادو پا مال خور کا کشان مین
کسچین مین بلبلوں کا آستان
اس سفر مین کوئی زندگ کاروان
انک کوئی میہاں شیربان ہوا
اگر روشن سے پسٹ کوئی آج
یہ وہ آتش ہو عیان کجا و حوا
کس جگہ نیچے زمین کے آسمان ہوا
شیر خالین فرشتے شہر ثریان
شکر کی جاہ کی ہم پیر تیران مین

خدا کی یاد میں بیابی

حال بیابی عیان اشکوں سے سب پر ہو گیا
اشک افشان قبر مین یہ دیدہ تر ہو گیا
سبحر عالم مین جو اوقت لازم اہل کمال
جس جگہ مین صاف طہنیت ایک ہرست ہو گیا

یہ جان دل ہمارا دیدہ تر ہو گیا
یہ یاز قیاس دم پانی کی چاد
ٹوٹنے کا خوف ہی قطرہ جو گوہر
اگیا پانی جہان سطحہ برابر

مین ناتوان
 زمین پر تکیہ اعلیٰ کا ہے پروا نہیں
 ان خواہش مین نہ پوچھ
 خیال دہان نہیں بپا کے روتے ہیں عزیز
 لی قدرت شو کیونکر صدف
 بیوی ہی ہمارے دل میں بخون کی بہار
 لی پرورش ہر باغ شاد از خلق
 بدن سے زمین بہتر جان مین متھی
 ہوتی مین منزل کو پہل
 یقین قل محبوب مین بہر چاہتیب
 کا تاشیر سے بڑھتا ہوئے مصیبت
 کدیر آئے ہو کر و شمع یہ آیا خیال
 و عکس سمجھ گئے جب تخیل بھی آہ

سرچر امیر تو مجھ کو دور سا غر ہو گیا
 عین عیانی مین بان جا میں ہو گیا
 ایک خرمن تھا سو وہ بھی تھک صبر ہو گیا
 دم مین لکنا قاصد لہ لہ اکبر ہو گیا
 منہ مین پانی دانہ رزق مقدر ہو گیا
 کیا تاشاہی کہ کلبن یہ منور ہو گیا
 خاصہ واجب ہوا بالیدہ نشتر ہو گیا
 مل گئی جسکو یہ دولت کیسا گر ہو گیا
 ماہ نو ہو کر قوی کیا جسد اغص ہو گیا
 دخل اس بلیس کا جنت مین کیونکر ہو گیا
 دیدہ گریان سے دہن مع کا تر ہو گیا
 مجمع زیر علم جان باز لشکر ہو گیا
 مین یہ سجھ باع مین فرس تنو ہو گیا

خاکساری

خاکساری
 لپٹتی لپٹتی کس خاکسار مین ہو
 خیل پہ گزروں پر قہقہہ لگاتے لگاتے
 لی ہر مین شکر کل ہو مین زمین قابل
 نہیں پاکس جھکا اہل مین صلیب مین ہر تختہ
 کہ ان پروان بھی تلکین اچھاں ہو
 سر سے اریسیت بیضیت عرقین بہت مین
 پاتہ جوے ہو گا نہیں ہر تقدیر مین لکھا

لپٹائی فلک پستی وہ فراری عبا مین ہو
 ہایشہ بندش کی جو تھی وہن سنگاں فرا مین ہو
 بدن کو قید کن ہر حال کفن جو قید فرا مین ہو
 سجھ گئے تھے جائے تہا سو یہ کثیر فرا مین ہو
 بدن تو اوس جہ نہاں ہی مین امید شام مین ہو
 زمین کج آغوش مین ہم مین زمین کج کن مین ہو
 سو گشتگی بجا گوئے کے کیا کنار مین ہو

ایضا

نکیز زیر زمین جا کر جو دیکھا خوب بستی ہو
 نہ اسکو مری بستی جانے و اعطی حق پرستی ہو
 اصالت جہین ہوتی ہو مری ملو کہ کسی ہو
 ضعیفی میں ہیں خامہ ہاں جو بد بستی ہو
 جسے سب بستی سمجھے ہو سب میں بستی ہو
 جو اقبال شای وہ مطالع کی بستی ہو
 ہمیں بے باور و ساغر جہنہ جوش بستی ہو
 گھٹا ساون کی آکر زور سے جیسے بستی ہو
 یہ ویرانہ وہ جہین تمھاری یاد بستی ہو
 قوی آنکی زبردستی پہاڑی زبردستی ہو
 پھمکول میں پڑے ہیں زبان سیر بستی ہو

نظا ہر کسی کو غریبان پر بستی ہو
 بھلا دینا سب کچھ کشاکش کیا داسکی بستی ہو
 خمیدہ کرتا ہر انسان کو جو ہر ہفت کا
 پسے پھر تہین شہر شہر ہم مدد اسکی
 جل آئے گا ڈھیر اور نہ کچھ خوف کا ہو
 ہلکے حرف کو وامت ذات میں جیسا یا ہو
 مدام اکھیں ترسی ہیں پیش چشم اسو ساقی کارو
 تمھارے ہر کام کو اسطرح ہکرو لا تا ہے
 کروم قدر اسکی گوہارا دل پریشان ہو
 بقیہ میری طرح اپنا کیا ہو بادشاہوں کو
 قبول یہ ہے مگر گدہ سیر تک اپنے

فنا فی اللہ

دیکھا اس بیاری لے آئے کام کام کیا
 نیے ات بستیے جا گئے صبح ہوئی آرام کیا
 جسے جو پیکر کھجی سوئے کو بہن کام کیا
 چاہتے ہیں سو آپ کرے ہیں کھوے بجا نام کیا
 بانے ٹہرے ترچھے تیکھے سب کا کھو نام کیا
 کو سوان سکے اوگئے پر سونہ ہر ہر کام کیا
 کو پے کے اسکے باشندوں کو بکھو میں نہ ملا کیا
 جیہ خرقد گرا ٹوپی سستی میں انعام کیا

آئی ہو گئے بستی پر سونہ نہ دوائے کام کیا
 نہ دھوئی رورہوئی ایری میں لہاں بھینج نہ
 حرف نہ بکھینچیں میرا کسی نبوی اپنی سمت کی
 ناسی ہم عبور ہوں پتہ تخت ہو غماری کی
 ساونے زندہ اوبانہاں کنبے جو میں تہین
 نہ دھوئے بے ادنی تو چست میں بھی کم ہوئی
 کسکا کہ کیا خلیہ کوئی سرم ہو کیا ارام
 شمع جو جہین شگارت کو تھانہ میں

<p>کاش اب کتب سے برقع اٹھا کر دیکھ کر کیا چل کر یانے سفید و سبیلین ہو کر خون جگر سوانیا ہو کام ہو میں ہمارے ضائع ہر ساعت کی بہانہ ایسے ہو کر مہر و وہاں شہت کھونی شکل بھی مہر کے دین نہ رہے اب چھتے کیا ہو ان نو</p>	<p>آکھٹے بند پر اس نے دیکھ کر کو اپنے عام کیا رات کو رو و صبح کیا یا کو جن توں شام کیا استغنا کی چو گئی اس نے جو جن میں لبرم کیا سو کیا اعجاز کیا جن کو گونے بجو رام کیا آفتاب کی چادر میں بیٹھا کیا کرک اسام کیا</p>
--	---

ہمہ گوشت

جو عشق سے ہر فرشتہ تک وہ اسی میں ہو دیکھ کر دیکھ کر
 کیا کیا نہیں ہر امین کسب کچھ اسی میں ہو ہر چاہتے نظر
 دل اپنا پہلے رنگ کہ ورت سے صاف کر مانند آئینہ
 پھر تو بغور دیکھ کہ اس آرسی میں ہو کیا حسن جلوہ گر
 پیدا نگاہ کر کہ تجلی حسن یار جیسا تو افکار
 شعلہ سے طور کے نہیں کم روشنی میں ہو ہر رنگ کا شہر
 کیونکہ کعبہ و کشت میں سہارا تاہو سگریم جستجو
 تو جسکو ڈھونڈھتا ہے چھپا وہ بھی میں ہو ہر تو ہر خیمہ
 جوش بہار حسن ہر کس گل کی امی صبا ہر یہ جنوں کا جوش
 مصروف اس قدر جو کہ زبان درسی میں ہو ہر غنیمت ہر سر
 ہر دور جام و صحبت یاران زندہ دل کیفیت حباب
 کچھ ہو اگر فرا تو یہی زندگی میں ہو باقی ہر دوسر
 امی خود پرست بوجھتا کیا ہر خدا کی راہ ہر وہیت قرب
 کم کردہ راہ آپ تو انہی خود ہی میں ہو اسے ہر دور تر
 صد داغ سوز عشق سے کہا بلکہ صد نہار ہر طلع دل پتو

لذت تجھے نصیب اگر عاشقی میں ہو
ای سوختہ جگر
افشائے راز عشق تکرکے جی کی بات
پر وہی خوب ہو
جی ہی میں اپنے رہنے دے جو کچھ کہ جی میں ہو
خاموشی و طہر

خاکساری

وے مجھے خلعت شہادت کا خدا کے واسطے
شہنشاہ گل نعلی ہو تیری کفش پا کے واسطے
کی سب جان کے خاطر استخوان کی خدیا
ہم فقیر و ن کی نہ کھائے سگ بھی ہر رات
ہوں وہ کیش گرنے آیا سیکہ میں بین
پیرن بھی گرنے اپنا تو مٹی میں رنگے
کر دیا بر غم نے کاہیدہ مجھے کیا ہر عجب
اس کا سنگ آستان کیونکر چٹے ہمسے خون
ہوں وہ پیسا اسٹک بھر کر اپنی آنکھوں میں
آرزو اس پر ہرگز نہ کچھ آرزو
ہو گوارا پنج اٹھین چکا و ہوا ریش پسند
رووں جبے یا پہ اسکو خوف ہر طوفان کا
ہو کے زخمی اپنے قاتل سے یہ میں راضی ہوا
خون سے ایسا گلا یا ہر سے ملے نہیں
تیری راہ شوق میں اس جہ لاغر ہو گیا
و شکیرون کا نہ احسان خستہ ہونے دیا
جو کہ قانع ہو رہی جاؤ زینت نفس سے

تیر کا دستہ شگامیری قبائے واسطے
باغ میں لکھی اُگی زلف و دنا کے واسطے
قینچیاں لگو ایمن ترست پر ہلک واسطے
ڈیریاں ہیں بادشاہوں کی ہمارے واسطے
ہر پہونے ہاتھ پھیلائے دعا کے واسطے
خاکساری چاہیے اتنی گدا کے واسطے
استخوان تن سے جو کلین کر با کے واسطے
سنگ مقناطیس ہر زنجیر پا کے واسطے
ہاتھ پھیلاؤں نہ میں آپ تباہ کے واسطے
گرد عالم کے تو ترک مارے کے واسطے
ہاتھ بندھوا میں حسین گدھا کے واسطے
نا خدا دینے گے محکوم خدا کے واسطے
سیکروں نہ ہو گئے پیدا دعا کے واسطے
استخوان سیر ہوئے علقا ہمارے واسطے
بن گیا مڑگان میں شہر نقش پا کے واسطے
ہاتھ اٹھ سکتا نہیں میرا عہد کے واسطے
وام کہب صیا و پھیلائے ہمارے واسطے

<p>بارادمان ہو جو سپر آتھان ہو جو چور دستہ عظیم کا عادی ہوں گردنوں بھی زمین عالم میں جو دانہ مرنی قسمت کا ہو کتبے تجھ سے کہے کو اگر جانے لگوں تک ہر سال اس سعادت کی بھی قدر اہل اریش بیان ہو جو کسی قابل نہیں شہساز چہ کر م سے ایوہ اجر م فرمے</p>	<p>سنگ ہر سایہ ہما کا چھگہ لاس کے واسطے آتھان تن سے کل آئے ہما کے واسطے برق کی خاطر ہر یک ہر آسیا کے واسطے پڑن نیے لکین چکو خدا کے واسطے بعد مرون ہر گس رانی ہما کے واسطے ہر خا اس باغ میں سیٹ ویا کے واسطے مصطفیٰ کے واسطے اور مرتضیٰ کے واسطے</p>
--	---

شرح شاہ تہذیب نور و نور

<p>اوشاہ جہاگیر جہاں بخش جہاں دار مدد و شوار کہ کوشش سے نہ واہو علی کو کہ خضر کندر سے ترا ذکر نہ کو لیماں کی زار سے شرف تھا نہ میری ترافہ بان الہی بے گریب کہ طاق پلان رہے نہ طے موجب دریا میں انی کہ چہ مجھے نکتہ سدا ئی میں تو غل نہ کہ دن صبح کو میں شمس دعا پر وز ہر کج اور وہ دن کہ ہستین شرف مہر ہما تاب مبارک</p>	<p>ہر غیب ہر دم تجھے رب کو بہارت تو واکرے اس عقدہ کو سوچنی شارت گر لب کو نہ شہتہ حیوان سے طہارت ہر فخر سلیمان جو کہ تیری وزارت ہر دواع غلامی ترا تو سچ امارت تو آگ سے گر فہ کہ تلب شہارت باقی نہ ہے آتش سوزان میں حرارت ہر کہ چہ مجھے سحر طاری میں مہارت قاصر ہو کہ کا پتہ میں تری میری عبارت نظار کی صنعت حق اہل بصارت غالب کو ترے تلبہ عالی کی زیارت</p>
--	--

کیفیت شہ

<p>سحر و دیات ہر کہ ہو کا افسانہ چمکا</p>	<p>سحر جتنی سے ایوہ شرف و کسب و کما</p>
---	---

جو ہوا قات کی تہا کہ کو تو بھی ان کو اول
کے کچھ ایسے نہیں تیا جو کوئی دھو کچھ کچھ
ہوئے نہ تخت پانچ کیا کیا تھے زروال کیسے
نہیں کہ کوئی مرض خالی مڑوٹ کہ مڑوٹ
بدن پر لاغور کافر وہ باغ پر خستہ دل ہر وہ
اگرچہ ماہ صیام میں یہ پانی جام شراب ساتی
رہ طلب پریشاں طالع ہے جو ارادہ کو آخر
وہ طبع عاشق میں توں راہ دون بھی کیا تہ
بچا تا ہون یہ یکہ سے صبر و احد و احد
وہ باد کش ہوں عجب بریفظ نہیں تھا کباب
نجات و نیا کے منہ میں نہیں کوئی دیکھ لا
جہاں جو لوگ تھے ہیں خبر معلوم ان کی کو
باو یہ حال ارا کیا کہ ایک شمع کبھی جو لکھا
جو باو ساتھی سب جہاں کہاں کہ مڑوٹ
ذرا جو اشارہ پاؤں بھی تہ تیغ سر جھکاؤں
پیرا ہوں یہ یہاں دور پر یہاں باو ان کی کچھ کر
گزر ہو اس جو سیکہ میں یہ صید کرنے میں کیا مال

سفر سے مکہ نہیں ہی جہاں مسافر ان ہر وہ
غبار و بانگ سق کی شہان میں ایک کے قور کا
کہاں ہر چشمہ کند نشان کی کو میں ہر وہ
کوئی تپ لہر سے محفوظ کوئی یہ تپاؤں وہ
الہی جانے کوئی جھو کا کسی نسیم مسیح و دم کا
اچھی تو میں خیر و زور کہے بھر و سا ہی
تہ بڑھ کھ کر خاک سے ہی دخت پیدا ہوا قدم کا
بھی بنا دیرین بچہ بھی مجاور ہوا حرم کا
جو اسے بچا ہو بہرین نہیر تیرے کسی صبر کا
جو چھینے مجھے جام کے تو خشک ہو تا ہر
دراز عمر حسام قاتل جو اسے قتل اسکے دم کا
کبھی ہستی میں بچے کے آیا کوئی مسافر وہ
دوات کی آنکھ خون روئی ونگا رسیدہ ہو تا
جا کر کو تیا جانے وقت جو نقش رتہ میں ہر دم کا
ہر ارجاں ہوں میں تو قاتل مطیع حکم تضا
نے کوئی خم کوئی ساغر خیال کسکو یہ پیش و کم کا
اسی طرح شراب کی یہیں ہر طائر کوئی حرم کا

صفت بہار

رنگ بلا دیکھ کیا رنگ لاتی ہر ہوا
دیکھ کس کس کو دیوانہ بناتی ہر ہوا
صورت انفاس ہر دم آتی جاتی ہر ہوا

بہار بہار بہار بہار بہار بہار
نہ توں نہ تفریق نہ میں مشتاق نہ
دیکھ جب رنگ عالم اک سنے عالم یہ ہر

ہستی میں فصل خزان کی تدوین کد گریبان
 کر دیتی ہو پتے سنخ کر دیتی ہو بھول
 گلی گل ہو سب کوئی زرد کوئی نیلگون
 جلاوٹ گلشن دکھا کر بستی ہو راحسین
 چپکے خود پروکھین کر دیتی ہو طاعتون
 حال ہو جاتا ہو ابر زنگ عاشق کی طرح
 نیکو کن ہو کر چھوڑے ہے ہنسنا صبح
 یہ گل کی صدائیں بسبب اتنی ہینین
 اپنے استقبال دل سے نیکو نگو خوش رہے
 یابین ہوتی ہیں خوش رنگینی گل و لیکر
 بے ثباتی کا جو اپنے دھیان آتا ہو گے
 کی کو دیکھنا لازم ہو چشم غور سے
 فصل خزان ہر طرف نصرت ہو شبیم

چاروں کی واسطے گلشن میں آتی ہو ہمار
 رنگ کس کس طور سے اپنا جاتی ہو ہمار
 دیکھتے ہیں گم بین کچھ رنگ لاتی ہو ہمار
 کلفت سبب خزان دل سے مٹاتی ہو ہمار
 آپ نہ مان ہو مگر جھوٹ دکھاتی ہو ہمار
 سنتے ہی نام خزان کو سہم جاتی ہو ہمار
 رات بھر غم کو کیا کیا گدگداتی ہو ہمار
 جوش و خروش ہمیں شرم سے سناتی ہو ہمار
 پہلے سبب باغ میں بلبل کو پاتی ہو ہمار
 اپنے احسان چاروں کی بے جاتی ہو ہمار
 گل سے اور بلبل سے کیا آگے جاتی ہو ہمار
 کب بھلا ہنستے ہیں غم سے مسکراتی ہو ہمار
 چلیے اب سوچیں سنتے ہیں جاتی ہو ہمار

بہوت اوجیدین

ہر طاقت لیے جاتی ہو جلدائی تیری
 شہت غم میں تھی نظر آئی تیری
 جنت نہ جہنم کے ہیں قابل ہم لوگ
 کو طول نہیں تن میں نہ کھرا ای روح
 از بیکر گلے کا نواسی طوق گران
 اسی زور یہ کبر نہ خوت غرور
 آغاز ہی تیرا نہ تو انجام ترا

لوٹا ہو مجھے فراق دہائی تیری
 دل جو ٹوٹا مجھے آواز سنائی تیری
 وصل نہت ہو جہنم ہو جہدائی تیری
 اسی ہفتے میں ہو اک روز رانی تیری
 جب تک جسم میں طاقت تھی اٹھائی تیری
 چھین لی ایک ہی پیشہ نے خدائی تیری
 تھی ہمیشہ سے ہمیشہ ہو خدائی تیری

دل میں تو آنکھوں میں تو ہمیں جان میں
عشق پیدا ہو گیا تو نے تو معلوم ہوا
قافلے سے کہیں کی گاہ نہ رہن جو جائیں
عبث اے ناکہ لبیل ہی تجھے قصہ نکال
کس شہر حسن کے کچے کا گدا تو ہو اس پر

پر جگہ سے نہیں واقع ہوا جان میں
بس یہ کیا دے تھی علت غائی تیری
امیو میں خوب نہیں رزہ درائی تیری
گوش گل تک نہیں گلشن میں سائی تیری
بادشاہی حقیقت میں گدا کی تیری

اظہارِ لیاقت و نکاتِ طالع

تپ درون کیا حال کیا کرے رنج
بسان ہنرم تر پریان سنگتی ہیں
ہر قرض داغ میں بوباس بالینست کی
دل نکستہ ہو شیشہ تو شیشہ تر شیشہ
گمان خرابی پہ اپنی ہر شہر قریب کا
سیاہ بخت ازل ہونے سے خراب ہیں
چاک گئی جو کہیں یہ قہر ناگہان شب کو
یہ روشن خاک ہو اور روشن خاک ساری
سجاسے بالتر پر سنگت و شہت ہیں ہر جہ
کبھی وہ نا اہل سے دل سے لب لہائی نام
الہی ہر شہر عشت ہر شہر عجب و رجا
اگر چہ شاہ ہوں میں میرا ہی مران کا
ملوں پہ تاج کل ایسی یہ ناوائی ہر
نہ کہیں تکیوں کا کس طرح تاشا نکست
ہر جو ہر خ و المہ میں نہ گم ہو کیونکر عشت

لیون پیکیوں چاک بکر میں ہیں
لہو بن زبائے آتش ہو و دل
جگر کباب ہو اور خون یادہ آگ
نہ بیان صراحی زرین ہو اور نہ جام
چھٹیکر اہو گدا کی کا کاسہ رفقہ
چراغ و شمع کا اہدم بھلا ہو کیا نہ کہ
لیکے میں تے اٹھائی ہوئی جو ہر خور
نہال ہو نہالی سے ہیں جو خوی منہ
نثارا یہ ہو خسارہ ہشتی حور
پکارے ہیں فرشتے کہ نفع فی اللہ
و یا زخم تو مر ہم بھی شک کا ہوش
و نا طور بھی جگو نہیں ہو کس پر
کہ بار منت دوران سے دوش سرور
یہ بولے بھالے ہیں انکا تو یہی و شہر
نہار ماہین پتنگے اور ایک شمع شہر

و لا محوش نہ لے اب بے تسلی کی
تو ہم صغیر ہی مانا کلیم و قدسی کا
فروتنی سے جو کہنا ہو عرض کرے تو
یہ وقت وہ نہیں جہاں کہتے ہیں کہ

گر نہ شاہ جہاں ہیں نہ اکبر و تہجد
ہر جہاں سے جہاں میں عوام کا

النجاب النجاشی مرام

امیر شہنشاہ فلک منظر ہمیشہ و نظیر
پاؤں سے تیرے طے فرق ادا توں
تیرا انداز سخن شائد زلف الہام
تجسے عالم پہ کھلا رابطہ قرب کلیم
یہ سخن اوج کوہ مرتبہ معنی و لفظ
تا تیرے وقت میں ہو عیش و طرب کی توقیر
ماہ نے چھوڑ دیا ثور سے جانا باہر
تیری دانش مری اصلاح مفاسد کی راہی
تیرا اقبال ترجمہ جہنم کی نوید
سخت ناسازنے چاہا کہ بے محکومان
پیچھے والی ہر سرشتہ اوقات میں گناہ
پیش دل نہیں پورا لیکہ خوف عظیم
در معنی سے مراد صفحہ تھا کی ڈاڑھی
نکھر میری گہرا اندوز اشارات کشید
میرے ایہام پہ ہوئی ہر تصدیق و تصنیع
نیک ہوئی مری حالت تو نیتا تکلیف
قبلہ کون و مکان خستہ نوازی میں یہ

ایہ جہاندار کرم شہوہ بے شہوہ
فرق تیرے کر کے کسب و دستا
تیری رفتار قلم جنبش بال جب
تجسے دنیا میں کچھ مائدہ بدل خالص
بکرم و ادب نہ ناصیہ تسلیم
تا تیرے عہد میں ہو بیخ و الم کی تھک
زہرہ نے ترک کیا حوت سے کرنا
تیری بخشش مری خراج مقاصد کی
تیرا انداز تغافل مرے مرنے کی
جرح کجبانے چاہا کہ کرے نکو و
نیلے ٹھونکی ہر بن ناخن ہر پیر میں
کشش و ہم نہیں بے ضابطہ خبر لغت
غم گیتی سے مرا سنیہ عمر کی زینہ
کھلک میرا رقم آموز عیارات قلہ
میرے جہاں سے کرتی ہر تراوش تفسہ
جمع ہوتی مری خاطر تو کرنا تجبیب
کعبہ امن امن عقدہ کشائی میں یہ

انقلاب زمانہ

۵۔ رنگ ہو سخن میں تم بچوں ہو چین میں
 اس لئے ہوئی جدائی تھکیر کی برائی
 رات جو تھی گلون کی سی گئی وہ مٹی
 سیب یا رسے ملا میں نگین تھانوش ہل میں
 کھر کر سیاب آیا نہ رون میں آب آیا
 پانی امیہ بہ آفت میں جان خستہ
 پاپہ ہی نمایان آخام اہل مکان
 مرطیل ہوں میں لانا ذلیل ہوں میں
 کھانچ کی خفا ہر در چہ دل بسا ہر
 شہر لگے جب نہ بھائے لفظ غنیمت کچھ بنا
 تم سہر کو جاتے اک طرف گل کھاتے
 زندہ خنی ہو ہر دم آئے جو موت کیا غم
 بے سخن کمان ہر اسکو جو بے مکان
 خوش اسیر ہر دم تباہ ہوں شل خاتم

۶۔ تم روح ہو بدن میں تم شمع آئین میں
 بے موت موت آئی وقت ہر روح و قن میں
 انکی نظر جو بدلی خاک گر گئی چین میں
 مردہ تھاجی اٹھا میں جان انکی بدن میں
 دور شراب آیا رند چلو چین میں
 دل کشتی فشک تہ دریائے سوخ زن میں
 گریان ہر شمع سوزان شادی کی آئین میں
 تیج اسیل ہوں میں لیکن ہوں دستار میں
 انگشت آسایا ہر افسوس سے دہن میں
 بیوزہ لو لگائے پیرا ہن کھن میں
 بھولے نہ پھر ہائے گل اپنے پیر میں
 ہر ذکر خیر خاتم ایک ہر آئین میں
 گویائی زبان ہر جتک کہ ہر دہن میں
 ہوں نامدار عالم پر مہر و دہن میں

پرآت تہمت بمعذرت

۵۔ ہر دور کو گزارش احوال واقعی
 شہر سے ہر پیشہ آبا سہم گری
 وہ روہون اور امساک ہر محل
 میں ہر عیہ شرف کہ ظفر کا غلام ہوں
 تہاد شبہ سے ہو مجھے خارش کا خیال

۶۔ اپنا بیان حسن طبیعت نہیں مجھے
 کچھ شاعری ذریعہ غرت نہیں مجھے
 ہرگز کبھی کسی سے عداوت نہیں مجھے
 مانا کہ جاہ و منصب ثروت نہیں مجھے
 یہ تاب میمال یہ طاقت نہیں مجھے

جامِ جہان نما ہر شہنشاہ کا ضمیر میں کون اور نیتِ بان اس سے مدعا سہرا لکھا گیا زرہ مستمالِ امر منقطع میں آپڑی ہر سخن گسترانہ بات روئے سخن کی طرف ہو تو روستا قسمت بڑی سہی طبیعت بڑی نہیں صادق ہوں اپنے قول میں غالبِ اکواہ	سو گندم اور گواہ کی حاجت نہیں مجھے خبر انبساطِ خاطر حضرت نہیں مجھے دیکھا کہ چارہ غیر اطاعت نہیں مجھے مقصود اس سے قطعِ محبت نہیں مجھے سودا نہیں جنوں نہیں وشت نہیں مجھے ہر شکر کی جگہ کہ شکایتِ سینہ نہیں مجھے گستاخوں سے کہ جھوٹ کی عادت نہیں مجھے
---	--

خدا چو می

نہ درویشوں کا خرچہ چاہیے نہ تاج شاہانہ کتا بون میں چرا کر کیا بہت لکھ لکھ کے ڈالیں غنیمتِ جان جو دم گندے کیفیتِ گلشنِ مین نہ لکھا وہ کہ میں جلوہ جو دیکھا خانہ دل میں کچھ ایسا ہو کہ جس سے منزل مقصود کو پہنچوں یہ ساری آمد و شدِ نفس کی آمد و شدِ پیر ظفر وہ راہ ہے درد کی ہوتی سے تہتر	مجھے تو ہوش دے انا بون میں تجھ سے ہمارے دلِ نقش کا بھر ہی تیرا فہم دیے جا ساقی پیمانِ کن بھر چھوٹے بہت مسجد میں سر را بہت ڈھونڈا طریقِ پارسائی ہووے یا ہو راہِ زما اسی تنگ آنا جانا ہی نہ پھر آنا نہ چھوٹا کرے گزند دردِ دل سے ہاؤ ہوئے تانا
--	--

ظہور کی تعریف

ہلالِ آسمان نیچے نعلِ شہبِ خامہ سواری کی صفتِ اس قدر میدانِ ہوش وہ گھوڑے اسکے چالاک کچھ نہیں تو کچھ ٹھہرے وہ گھوڑے ہیں کہ جسے فقرہ متناہی ہو قدیم کا واٹسین ٹھی پوٹی دوز ناہنسا	۹۰ ملاوے عرش سے ڈانڈا مار زورِ سخا فضائے لامکان ہو چھوٹے کاغذ کی طرائف کسی عرصے بند سکتی نہیں تنی ہو چلائی مثالِ باقِ ایام صورتِ آنکلی نوالی ہر بے باہون میں تن کی و ترازئی سکے لانا
---	--

ستادہ سینہ و سہ پیش میں بجارتی کرتا زک
 لاکا کچھا ہوا آفت کا کندا کرنا ہی ا نکا
 وہ چوکتی انھیں ہر تازیانہ دم کا چھو جانا
 تہم ہا زایسے گویا زیریا متواج دریا ہر
 اشاروں پر چلا کرتے ہر قہقہہ گھوڑا ہر
 طرارہ چکر مارنے میں ہا پین شیر گرد و ن کو

ذرا سی تھوٹھی جھوٹی گھوٹی چوڑی چوڑی
 کرین خود اپنی م سے اپنے چہر کی گس لانی
 کھڑپے کی ہر انکو گھوٹی اٹنی بھجانی
 سبک خیر اس قدر ہلنے نہ پائے سیٹانی
 کہ صوت انکی حیوانی ہر شیر انکی انسانی
 نشان میں انکے سم کے یہ مہ و مہر درخانی

مطلع

انھیں آتش کے پکالوں میں ہر بجلی کی جولانی
 سمجھتا ہوں کہ تو تازیانہ صاف اڑ جائیں
 لائی سخن بجائیں ہر ٹھون پر در غلطان
 کہیں شیریں آدھے بیٹھی کی بیٹھی کرے ہوں
 اشاروں میں اڑیں کر کے جیون یا انہیں
 پہلی بات ہو جاتا ہی ہوا ہر ابر کا لگہ
 چھٹے جیمہ سے چین میں لام لاندن
 خبر نیچے پری تہی ہر وہ آگے پہنچتے ہیں
 ہوا جس طرح ریا دل کو اڑا لیا جاتی ہر کو سون
 کلین میں یا گھوڑے ریل ہر یا سیج گاڑی
 خداوندی گھوڑے ہیں میں ہر یا فرشتے ہیں
 شکر پر چلے رہے ہیں آتش زیریا گھوڑے

ہوا چوٹی نہیں مکن ہر اکر تہی اکھانی
 مرقع میں گھنچے انھیں ہر ادا پامانی
 کر رہی قاتلے نعمت بیٹھی ہر انکی جو لسانی
 سب نقل کو اک بیکے ہوں کیا کیا بانی
 معاذ اللہ ہر قاتل کو نہ سمجھے کوئی بھانی
 چڑھے انہی کو کوئی اور ہر بارش میں رانی
 سوار انہی ذرا چل کے دیکھے انکی جولانی
 نبی ہر مار رہی سے دم انکی میں ہر بھانی
 وہ یوں ہیں گھوڑوں کو بیچ لیا تے باسانی
 پری ہر باد پیا ہر گھیاں تخت سلیمانی
 آگے گھیاں ہیں یا شکر پر زون ثانی
 دھاتی کشتیوں کا گھوڑوں سے ہر جگر بانی

شاعر خواستگار و زکار

حیدر ای جو ش دریا سے کرم
 مر جبا ای بحر بخش کے گہر

<p>چپ جو رہتا ہوں تو ٹھیکتا ہو جب کھوئے دامن اب بکا میرا نخت واثرون نے بٹھایا نا اب وہی سکے ہوئے داغ اب یہ نخت اور میں آٹھوں پر اب گرا آٹھوں سے ہوا دور دور اب مجھے رہتے ہیں کیا یہی تھا اس ریاضت کا ثمر قہر جو بپیر پریشان اس گرد و شین سی گرد شین میں تیرے در کو چھوڑ کر جاؤں کہ قبضہ مالک میں رہتی ہو تو ہی تو ہو سرخرو میں ان دور سے کچھ نہ مانگا</p>	<p>شعری کی صورت ہی میرا حال زار شعر سے باز اسیرا گرم تھا شعر سے تھا عشق پیرا داغ شعر سے سکے تھے میرے ہر جگہ شعر سے میرے مشور تھا جہاں شعر سے آنکھوں پہ تھی میری جگہ شعر سے مشور تھا میں دور دور بار و رہو کر ہوا میں سب پہ بار تھما ہر روح اور مجھ سے مدد گو چاک کی صورت نہیں دم بھر قرار ہوں یہاں بے خاتمان وہے دیار دیکھ لے تلوار چلتی ہو تو کیا بارہ کاٹے نام ہو تلوار کا مانگتا ہوں یہ قصبہ کا صلہ</p>
--	---

اشعار مختلف و بیان اعضا حسب ترتیب و رعایت چہا

<p>پاؤں کے نیچے زمین ہے آسمان بالا شمع جلتی ہے تو ہوتا ہے دھواں بالا بعد مرنے کے پھر گھاٹ جہاں بالا غلامیوں نے اٹھایا ہے گلستان لگیا نخت اٹھا کر نہ سلیمان ہو کو نسا ہر جو کریں سپہ سالار</p>	<p>سازم ہو کوئی دنیا میں کہ انصاف سے کب اندھیرے سے ضرر ہوتا ہے روشن طبع کو کبر انسان کو ہر لازم کہ حقیقت پر بھلا فصل گل آئی جنوں میں کہ قیامت آئی پادشاہی نہیں کچھ دولت دنیا کو دلا دنیا میں ہر غور و تیز نہر کے ساتھ</p>
--	--

پہاںات عجیب و غریب پختہ دستے ہیں

پہاںات سے بہت پریشان ہوں

پہاںات زمین پر کھتے نہیں پاؤں کب سے

پہاںات کا برا ہو جے کیونکر دیکھوں

پہاںات و انجور اگر زلف ہو و لیل سی ماہ

پہاںات مستی میں ہر اک ہر ماہ رمضان

پہاںات ممکنات حقیقت کی آنکھ سے

پہاںات ہر ایک جنس سے ہر وقت ہر

پہاںات فتنہ طری سے یہ نقاوت ہر تجھے

پہاںات دو دن گل بادام جو آنکھوں کو

پہاںات چھپتے ہو تانہیں آفت کوئی

پہاںات وقت نہیں ملتی ہر شے کبھی

پہاںات گیسوؤں پر قوس فدا ہر پر

پہاںات غیرت قمر کے اگر دیکھ جائے ہو

پہاںات کو ملا ہوا اس من تنگ کا نشان

پہاںات یہ آپ کی کیونکر فدا نہ ہوں تر

پہاںات بقول حضرت ناسخ حسام حسرت میں

پہاںات ہر شک گل سیاہ زبانوں سے کر خذر

پہاںات اس خباب کا ہوں جی بجی میں

پہاںات عالق زبان و دہن کی صفت نہیں

پہاںات گئے ہی کنوئیں کیوں آتے ہیں نظر

خونٹ فساد کبر غضب شہور و شہر داغ

یہ مرے دست و پا ہیں یا ہیں بال

مرنے کے بعد ہو گی عبا ز زمین چین

نہاں کھین ہوئی چائی ہیں یہ ہیں بار بار

سورہ نور میں دونوں یہ طرہ دارا بر

دیکھوں ہر جا تہ میں تلوار ہیں خدارا بر

کثرت کو دیکھتا ہوں میں حدت کی آنکھ سے

دوسے کو بھی نہ دیکھ امانت کی آنکھ سے

تل ہوئی کی لو گر ان آنکھ کو دو بھگت میں

کہوں زر گل بادام میں یہ خار قرہ

جیسے بونے دہن کی آتی ہو کم ناک میں

دم ہمارا لائے ہیں کس درجہ کنوئیں میں

ماہ قریان حسین مہر شارباض

لعن ہیں بھی شک سے اپنے چاہے ہو

یہ وہم ہو جو ہو ہوا ہی خیال لب

کہ ہیں فرخ میں ایسے قرون تھار و نت

بے ہیں ہو ٹھ جانے کو بس ہمار و نت

سوچ سے بار بار بلا یا نہ کر زبان

اکثر بنا کیے ورق ہر خبر زبان

کسی کم کی زبان ہر کس کام کا دہن

چاہ میں اپنی دکھاتا ہو ہی خوابے فن

نیکو و بدلی ہو کر کیا جو یہ ہو جائیں اہم
 حال اگر دوسرے کا سیر گوش زد ہو جائیگا
 وریا و لون ست در سے ہیں و شنی ضمیر بھی
 جلوہ افروز سے رنگ سے ہر جا پڑے
 تہا ر حوت شکایت جبر ہیں ای فریاد
 کیا منہ جو چڑھے کوئی ترے تیر کے منہ پر
 آواز یہ ہوتی نہیں زہار گلے میں
 لاغر ہیں ہم ایسے کہ نکل جاے چوٹی
 مین و دھن آرا سے شمشاد جہان میں
 وہ شت بخت ہوں کہ ملاک کو بھی مر
 ٹیکی مری تو نام بدون کے کرین رقم
 امی منعمو غور و سخاوت نہ پاس ہے
 دنیا میں ہاتھ پھیلتے ہیں ہر ایک لیے
 کیا کاسہ حباب سے ہاتھ آیا معج کو
 سوز و گداز جیسے پہنچا یہ حال صبح
 قاصد ماگہ بین گھوڑا چال غم فرت کو
 ٹیپس ساغر کو لگوں کیا نشیہ دل
 شام کہ کنج غم ہنس رہا تھا آئینکا
 مس کیا ہر خط کے وینے ہیں گئے دست پار
 گر تو افس غم جو ہو سیت و بلند و ہر کا
 اس قدر تیری چھکیتی کی ہوا میں نہ پھینک

زین خبر دار ہے اپنے چپ راس کا
 حلقہ کرو اب بچا سکا بالاکان
 تھر اے کیوں نہ پانی میں شمع فرت کی
 چشم ہفتا و دولت کا تماشا ہر دور
 خدا کو مان نہ کھلو اکس میں ہمارا
 یہ تم تھے گلا رکھ دیا شمشیر کے شمشیر
 سمجھو نہ رگیں ساز کے ہر تار کا
 اے نہ ہمارا یہ تن زار سے
 عرشہ مری ہیبت ہو قہقور کی گلا
 کھنے کا پیش لے جو کچھ کام دو تر
 زشتی کھین بدون کی مرنامہ دو
 دو ہاتھ ہیں ہمارے خدا کے ہر اک
 سائل کو اور کے لیے کرتے ہیں خواہ
 پھیلا کسی کے آگے نہ تو بار بار
 گلے ہیں ہاتھ اور کھلتی ہیں گمنا
 بار خط کا تھل نہو تیرا پونہ پنا
 دم قما ہو گیا شیشے کو جو صدمہ
 کھجالی ہیں جوان ہماری تیلیب
 شوق دل سے چومتا ہوں نامہ بر کی
 جب ملین جھلکے ہو میں پانچون برابر
 جو تری تعلیم آیا اور امین گھانا

پینفل غمدا نامل جو اسم تقدس کا
 بیڑے دل سے گرہ کینہ کو وہ جب کھولے
 بلایاں تک تپ غم سے دل غمناک نہیں
 مجھ وشتی کو تپ سے ہر یہ شوق کہ ہر دم
 دل ستم زدہ دیاس وحسرت واران
 سنی نہ ایک مری بات باہ صد فوس
 آیا ہی ہاتھ ہکویہ مضمون چہ راغ سے
 بات وہ کہ کہ جو دشمن بھی رضا مند رہے
 جسم انسان بنا آفت تک مرنے لگے
 تھی مسیر عرش اب ہیگی اسیر شت خاک
 چار دیوار غنا صر گریڑی ٹرپے پیسم
 قاتل ضرور چاہیے تکلیف مخلصی
 دل صاف کر کہ جلوہ باطن نظر پڑے
 کس قدر صاف ہے تمھارا پیٹ
 تیری ہی فکر رہتی ہے دن رات
 روکے اپنا قلم ای نادر شیرین بیان
 یوں تو کمر و نات ہیں پوشیدہ نظر سے
 سنتا ہے دلاہل جہان کی ہر یہ عادت
 بندھے ہوئے ہیں کروڑوں گنہ کے پیکار
 آکے دنیا سے پیٹھ پیچھے ہم رو سیاہ
 گم کر خودی کو تاتھے حاصل کمال ہو

ٹھہری یاد میں ہر صورت زبانِ حریف
 غوطہ گر ماہ کے آب گہر میں ناخن
 اگر چھوڑے کوئی دلوں پائے خاک سینہ
 دو چار تو ہیں ہاتھ میں دو پا میں
 انیس ہیں ہی دو تین چار پہلو میں
 ستایا حال دل اسکو نہرا پہلو میں
 روشن اسی کا نام رہے جو طائے دل
 منہ پہ اچھا کہہ گیا تو کہے گا دل میں
 چار چوہر ایک ہو کر بن گئی صمدام روح
 واہ کیا آغاز تھا اور کیا ہوا انجام روح
 زلفہ زلفہ بن گیا چوراہا قصر خام روح
 کیسی سیر دام ہے کہ ماہ تن میں روح
 آئی ہے دید حسن دکھانے بدن میں روح
 صاف آئینے سا ہے سارا پیٹ
 جیتے جی تو نے نہ کو مارا پیٹ
 گر نہیں گنجائش توصیف اہلانات میں
 مان گئے میں معلوم ہوئی ایم کرات
 منہ پر تو خوشامد کرین تھیں پس پشت
 حمیدہ کیوں نہ پیری میں پھر ہماری پیٹھ
 ہاتھ میں اعمال نامہ یا عصیان پیٹھ پر
 موناوم جب ہوئی تو ہوئی موناوم کمر

۱۰۱	خبر قضا تا تاب ہو کر سکو بھاؤ بھالے ہلکو	۱۰۱	ابہ تو شو کو کستے ترسے در پہ چلایا زانو
۱۰۲	اندھے شوق وشت نور دی کہ بیدار	۱۰۲	ہستے ہیں خود بخود دم سے اندکھن کے پانوں
۱۰۳	شاہ راہ ہستی مہو ہوم میں وہ پال پل	۱۰۳	اپنی آنکھوں کو بچھائیست و ست بخن پر پڑ
۱۰۴	پاک طینت پیلین ہی نختون سے ذکر کیا	۱۰۴	تور کا ہوتا نہیں رہنا مسکن زیر پیا
۱۰۵	چشم عبرت کیوں نہ خون رو کر بگاڑا	۱۰۵	ہر قدم کس کی آجاتا ہے مدفن نیم پیا
۱۰۶	زندگی بھرا پٹریاں رگر کیے نکلا نہ دم	۱۰۶	خواب میں دیکھتا ہے آتش کد کا کی لٹیریا
۱۰۷	صانع عالم نے جب تیرا بنا یا کالید	۱۰۷	پانوں صندل کے تنگ اور اگر کی لٹیریاں
۱۰۸	فرق دن رات کے مانند جو آئین نہیں	۱۰۸	کیوں ملائے ہو رخ شمع قمر سے ملوے
۱۰۹	نہ بنا ما کبھی آئینہ حیرت فسدا	۱۰۹	دیکھتا خواب میں تیرے جو سکندر تار و سدا

11-28 DUE DATE 9/15/11



ACKS

1915 PM

~~SECRET~~

PPPA

[illegible]